﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 27/اپریل 2012ء | 5/جمادی الثانی 1433 ہجری قمری ❁ 27/شہادت 1391 ہجری شمسی | شمارہ 17

حق مارنے والے

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین شخص ہیں جن کا میں قیامت کے دن دشمن ہوں گا۔
ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر اس نے دغا کیا۔ اور ایک وہ شخص جس نے آزاد شخص کو پکڑ کر بیچ دیا اور اس کا مول کھایا۔ اور ایک وہ شخص جس نے ایک مزدور رکھا اور اس سے اس نے پورا کام لیا اور اس کو اس کی مزدوری نہ دی۔

(صحیح بخاری کتاب الاجارہ باب اثم من منع اجر الاجیر حدیث نمبر2109)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مصائب اور شدائد کا آنا نہایت ضروری ہے۔ کوئی نبی نہیں گزرا جس کا امتحان نہیں لیا گیا۔

جب خدا تعالیٰ کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور کوئی اس کی طرف جاتا ہے تو اس کے واسطے ضرور ہے کہ ابتلاؤں میں سے ہو کر گزرے۔

ابتلا مومن کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ ایمانِ کامل کا مزا ہمّ و غم ہی کے دنوں میں آتا ہے۔

”مصائب اور شدائد کا آنا نہایت ضروری ہے۔ کوئی نبی نہیں گزرا جس کا امتحان نہیں لیا گیا۔ جب کسی کا کوئی عزیز مرجاتا ہے تو اُس کے لئے یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ ایک پہلو پر جانے والے لوگ مُشرک ہوتے ہیں۔ آخر خدا کی طرف قدم اٹھانے اور حقیقی طور پر اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحہ:6) والی دعا مانگنے کے یہی معنے تو ہیں کہ خدایا وہ راہ دکھا جس سے تُو راضی ہو اور جس پر چل کر نبی کامیاب و بامراد ہوئے۔ آخر جب نبیوں والی راہ پر چلنے کے لئے دعا کی جاوے گی تو پھر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے اور ثابت قدمی کے واسطے خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہنا چاہئے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ صحت وعافیت بھی رہے، مال و دولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی و جانی آرام بھی ہوں، کوئی ابتلا بھی نہ آوے اور پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جاوے وہ اَبْلَہ ہے۔ وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا ہے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف مصائب و شدائد سے ان کا سامنا ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ پر دیکھو کیسا نازک ابتلا آیا تھا اور پھر اس کے بعد سب نبیوں کے ساتھ یہی معاملہ رہا یہاں تک کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آگیا۔ دیکھو ان کو پیدا ہوتے ہی یتیمی کا سامنا ہوا۔ یتیمی بھی تو بُری بلا ہے۔ خدا جانے کیا کیا دکھ اٹھائے اور پھر دعویٰ کرتے ہی مصیبتوں کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ یاد رکھو انبیاء کا دوسرا نام اہل بلا و اہل ابتلا بھی ہے۔ ابتلاؤں سے کوئی نبی بھی خالی نہیں رہا۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 336-335 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

”مَیں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے واسطے قسم قسم کے ابتلا اور مشکلات پیش آئیں گے، لیکن مَیں کیا کروں یہ ابتلا نئے نہیں۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور کوئی اُس کی طرف جاتا ہے تو اس کے واسطے ضرور ہے کہ ابتلاؤں میں سے ہو کر گزرے۔ دنیا اور اس کے رشتے عارضی اور فانی ہیں مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تو ہمیشہ کے لئے معاملہ پڑتا ہے پھر اس سے آدمی کیوں بگاڑے؟ دیکھو صحابہؓ کو کچھ تھوڑے ابتلا پیش آئے تھے۔ ان کو اپنا وطن، مال و دولت، اپنے عزیز رشتہ دار سب چھوڑنے پڑے لیکن انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں ان چیزوں کو مری ہوئی مکھی کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ خدا تعالیٰ کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ پر خدا نے بھی ان کی کس قدر قدر کی۔ اس سے وہ خسارہ میں نہیں رہے بلکہ دنیا و آخرت میں انہوں نے وہ فائدہ پایا جو اس کے بغیر انہیں مل سکتا ہی نہیں تھا۔ اس لیے اگر کوئی ابتلا آوے تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ ابتلا مومن کے ایمان کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ اس وقت روح میں عجز و نیاز اور دل میں ایک سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کے آستانہ پر پانی کی طرح گداز ہو کر بہتا ہے۔ ایمانِ کامل کا مزا ہمّ و غم ہی کے دنوں میں آتا ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 182 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء

وفاقی شرعی عدالت میں

(مجیب الرحمٰن ۔ ایڈووکیٹ)

سال 1984ء میں جب پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق نے بدنام زمانہ امتناع قادیانیت آرڈیننس xx کے ذریعہ احمدیوں کی مذہبی آزادی پر حملہ کیا اور ان پر بعض پابندیاں عائد کر دیں تو چند احمدی وکلاء نے وفاقی شرعی عدالت میں یہ درخواست گزاری کہ یہ قانون قرآن وسنت کے منافی ہے لہٰذا اسے کالعدم قرار دیا جائے۔ اپنی اس جدوجہد میں ان وکلاء نے جماعت کے علماء کو بھی شامل کیا۔ عدالتی کارروائی کا مرکزی کردار مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ تھے۔ عدالت میں مقدمہ پیش کرنے کی ذمہ داری بھی انہوں نے ہی نبھائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خصوصی رہنمائی، دعاؤں اور روحانی توجہات کے فیض سے خدا کے فضل سے خوب نبھائی۔

خاکسار بھی چودہ دن کی عدالتی کارروائی میں شامل رہا اور اس بات کا شاہد ہے کہ چودہ روز کی کارروائی تائیدات اور نصرتِ الٰہی کا ایک ناقابل فراموش تجربہ تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر بتایا تھا کہ ’’میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے‘‘۔ اس پیشگوئی کو ہم نے چودہ روزہ عدالتی کارروائی میں بھی بڑی شان کے ساتھ بار بار پورا ہوتے دیکھا۔

وفاقی شرعی عدالت میں قرآن وسنت سے جو استدلال کیا گیا اور ہماری جانب سے جو نکات اٹھائے گئے وہ علمی اور تاریخی لحاظ سے اہمیت کے حامل اور احمدیہ علم کلام کی فضیلت و برتری ثابت کرنے والے ہیں۔ جس قدر علمی کام ہوا اور جو جدوجہد کی گئی وہ بھی جماعتی تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایت پر محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ نے مختصر طور پر اس کارروائی کو کتابی صورت میں محفوظ کر دیا ہے۔ ’’امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء وفاقی شرعی عدالت میں‘‘ کے نام سے یہ کتاب اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ نے 2011ء میں شائع کی ہے۔

چودہ روزہ طویل علمی بحث کی تفصیل تو ٹیپ ریکارڈ ہی سے مل سکتی ہے مگر خلاصہ بحث کے عنوان میں اس علمی بحث کا ایک نہایت جامع اور مختصر جائزہ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ بہت سے حوالہ جات اس کتاب میں محفوظ ہو گئے ہیں جو احباب جماعت کے عام مطالعہ کیلئے بھی اور تحقیق کرنے والوں کے لئے بھی مفید اور کارآمد ہوں گے۔ اسی طرح ضمیمہ موجبات اپیل میں جماعت کے خلاف جملہ اعتراضات کا ایک مختصر جواب بھی یکجائی طور پر احباب جماعت کے لئے مہیا ہو گیا ہے۔ یہ کتاب مختلف ممالک میں جماعت کے بکسٹالز سے مل سکتی ہے۔ زیادہ تعداد میں اس کی خریداری کے لئے جماعتیں اپنے آرڈر ایڈیشنل وکالت اشاعت لندن کو بھجوا سکتی ہیں۔

قارئین الفضل کی دلچسپی کے لئے ذیل میں اس کتاب کے بعض حصوں کا انتخاب پیش ہے۔

(نصیر احمد قمر ۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت ۔ لندن)

1974ء کی دوسری آئینی ترمیم کے بعد پاکستان میں جماعت احمدیہ ایک ابتلا کے دور سے گزری ہے۔ اس دوران ملکی قانون کو احمدیوں کے بنیادی حقوق سلب کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ قانون ایسے بنا دئے گئے تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ افرادِ جماعت کو بہت سے مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔

جنرل ضیاء الحق اسلام کو سیاسی عزائم کے لئے استعمال کر رہے تھے اور اس غرض کے لئے عدالتوں کے اختیارات پر بھی ضرب لگا رہے تھے۔ ایک مارشل لاء ترمیم کے ذریعہ آئین تک کو بدل ڈالا تھا۔ آئینی ترمیم کے ذریعہ وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی تھی جس کا دائرۂ اختیار یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ قرآن وسنت سے متصادم قوانین کو کالعدم قرار دے۔ اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ ملکی قانون کو قرآن وسنت کے پیمانے پر پرکھنے کے لئے وفاقی شرعی عدالت قائم کی جا رہی ہے اور یہ گویا نفاذ اسلام کی طرف ایک قدم تھا۔ آئینی اور قانونی معاملات پر نظر رکھنے والوں پر یہ بات واضح تھی کہ ایک متوازی نظام قائم کر کے دراصل اعلیٰ عدالتوں کے اختیارات محدود کرنا مقصود تھا۔

1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے اپنی غیر قانونی آمریت کو سہارا دینے کے لئے مذہبی انتہا پسندوں کا سہارا لیا۔ اس سلسلہ میں 1984ء کا آرڈیننس XX جسے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کہا گیا ہے، نافذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت مسجد کو مسجد کہنا اور اذان دینا قابلِ تعزیر جرائم ٹھہرائے گئے تھے۔ احمدیوں کے لئے خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر بھی قید کی سزا مقرر کی گئی تھی۔ اور بعض القابات کا استعمال بھی احمدیوں کے لئے قابلِ تعزیر بنا دیا گیا تھا۔ اس قانون کے ذریعے احمدیوں کی مذہبی آزادی پر کاری ضرب لگائی گئی تھی اور احمدیوں کیلئے روزمرّہ کے سماجی تعلقات اور مذہبی فرائض کی بجا آوری قابلِ تعزیر ہو کر رہ گئی تھی۔ قانون کی زد براہِ راست ہر احمدی پر پڑتی تھی۔ چنانچہ بعض افراد نے ہائی کورٹ میں اس قانون کو آئین کے تحت بنیادی حقوق سے متصادم ہونے کی بنا پر چیلنج کیا تھا۔

وفاقی شرعی عدالت میں کوئی بھی شہری کسی بھی قانون کو اس بنیاد پر چیلنج کر سکتا تھا کہ مذکورہ قانون قرآن وسُنت سے متصادم ہے۔ اور یہ پابندیاں جو اس قانون کے تحت عائد کی گئیں وہ واضح طور پر قرآن و سنت سے متصادم تھیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس شیخ آفتاب حسین قبل ازیں لاہور ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے ایک division bench میں یہ فیصلہ دے چکے تھے کہ آئین کے تحت احمدیوں کو غیر مسلم ٹھہرائے جانے کے باوجود احمدیوں کے لئے اسلامی شعائر کو اپنانے اور اختیار کرنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ شعائر احمدیوں کے بھی اتنے ہی شعائر ہیں۔

ان حالات میں راقم الحروف نے مکرم مبشر لطیف احمد صاحب ایڈووکیٹ، مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے ساتھ مل کر وفاقی شرعی عدالت میں آرڈیننس XX کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دینے کی درخواست گزاری کہ یہ قانون قرآن وسنت کے منافی ہے۔ اس درخواست کی مفصّل سماعت ہوئی اور دورانِ سماعت قرآن وسنت سے جو استدلال کیا گیا وہ علمی اور تاریخی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے......‘‘۔

پس منظر اور تیاری کے مراحل

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں آرڈیننس xx کے خلاف جو درخواست ہم نے داخل کی تھی اس کی بنیاد یہی تھی کہ یہ آرڈیننس تعلیماتِ اسلامی کے منافی اور قرآن وسنت سے متصادم ہے۔ آرٹیکل 203-D کے الفاظ یہ ہیں:

203D Powers, Jurisdiction and Functions of the Court

(1) The Court may, [210] [either of its own motion or] on the petition of a citizen of Pakistan or the Federal Government or a Provincial Government, examine and decide the question whether or not any law or provision of law is repugnant to the injunctions of Islam, as laid down in the Holy Quran and Sunnah of the Holy Prophet, hereinafter referred to as the Injunctions of Islam.

وفاقی شرعی عدالت کے وضع کردہ طریقِ کار کے مطابق ضروری تھا کہ ان آیاتِ قرآنی یا کتب کا حوالہ بھی دیا جائے جن پر استدلال قائم کیا گیا ہو۔ ہم نے اس غرض کے لئے ڈیڑھ سو سے زائد حوالہ جات اپنی درخواست کے ساتھ شامل کئے تھے اور معیّن طور پر ہر پابندی کے بارے میں آیاتِ قرآنی اور سنت کے حوالے دیئے تھے کہ کون سی پابندی، کون سی آیت یا سنّت سے متصادم ہے۔ ان حوالوں میں متقدمین، متأخرین اور عصرِ حاضر کے علماء کے حوالے شامل تھے۔ دورانِ بحث وہ اصل حوالے عدالت میں پیش کئے گئے اور ان پر تفصیل سے بحث کی گئی، فریقین کی بحث کم وبیش چودہ دن جاری رہی۔

جب مقدمہ عدالت میں داخل کیا گیا تو اس وقت جماعت کے لئے حالات اتنے مخدوش ہو چکے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے ہجرت ناگزیر ہو چکی تھی۔ مارشل لاء حکومت کے ارادے جماعت کے بارے میں نہایت خطرناک تھے۔ چنانچہ جب عدالت میں مقدمہ داخل کرنے کا خیال آیا تو بہت سے خطرات، اندیشے اور بہت سے دباؤ ذہن پر تھے۔ یہ بھی اندیشہ تھا کہ Ordinance XX کے بعد بڑی سرعت سے مزید قانون سازی بھی کی جائے گی۔ اور یہ اندیشہ بھی تھا کہ ہماری درخواست کی سماعت میں ہو سکتا ہے کوئی رکاوٹیں بھی پیدا کی جائیں۔ یہ خیال بھی تھا کہ ہو سکتا ہے کہ جو بھی درخواست داخل کرے اسے گرفتار کر کے پابندِ سلاسل کر دیا جائے۔ یہ طے تھا کہ راقم الحروف مقدمہ میں سائل ہو گا اور راقم الحروف ہی پر دوستوں نے بحث کے لئے اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ لیکن ہمارے اندیشوں کے پیش نظر ضروری سمجھا گیا کہ ایک سے زائد سائل ہوں تا کہ ایک اگر گرفتار ہو جائے تو دوسرا اس کی جگہ لے لے۔

اس نقطۂ نظر کے تحت برادرم مبشر لطیف احمد صاحب ایڈووکیٹ اور برادرم مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کو وکلاء میں سے بطور سائل کے شامل کیا گیا اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کو اس غرض سے بطور سائل کے شامل کیا گیا کہ وہ قرآن وسنت سے متعلق تحقیق و جستجو میں سائل کی راہنمائی کریں اور خود بطور سائل کے عدالت میں ان کی موجودگی کسی مرحلہ پر بھی قابلِ اعتراض نہ ٹھہرے۔

تحقیق و جستجو کے دوران ہمیں لائبریری کی سہولت میسر رہی اور ہم نے تحقیق و جستجو میں پاکستان کی بعض دوسری چیدہ چیدہ لائبریریوں سے بھی استفادہ کیا۔ فیصل مسجد میں اسلامی یونیورسٹی کی لائبریری، لاہور میں بادشاہی مسجد کی لائبریری اور بعض دیگر لائبریریوں سے بھی حوالہ جات کی تلاش میں استفادہ کیا گیا۔ حوالہ جات میں پیش ہونے والی عربی عبارتوں کی صرف نحو اور ادب و انشاء سے متعلق پیش آنے والے ممکنہ اشکال کے حل کرنے میں مکرم محترم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم اور مکرم محترم مولانا جلال الدین قمر صاحب کی راہنمائی ہمیں میسر تھی۔ لائبریری میں سے کتب مہیا کرنے اور حوالہ جات کی تلاش کے سلسلہ میں مکرم مولانا محمد صدیق صاحب، تاریخی حوالہ جات کی تلاش کے سلسلہ میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، کتب فقہ سے متعلقہ حوالہ جات کے لئے مکرم شمس الحق صاحب اور تفاسیر اور علمِ کلام سے متعلق حوالہ جات کے لئے مکرم نصیر احمد قمر صاحب اور مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مستعد، بھرپور اور قابلِ قدر معاونت سرانجام دیتے رہے۔

تیاری کا طریقِ کار یہ تھا کہ جملہ حوالہ جات کی تلاش کے لئے الگ الگ ٹیمیں کام کر رہی تھیں۔ کام مکمل ہونے کے بعد یکجائی طور پر مطالعہ کیا گیا اور اس عاجز کی ضروریات کے مطابق ترتیب دے دیا گیا تھا۔ جب سماعت شروع ہوئی تو وہ حوالہ جات جن کا آئندہ روز کی سماعت میں زیرِ بحث آنے کا امکان ہوتا تھا، وہ رات کو سب اکٹھے کر کے ان کے سیاق وسباق کا مطالعہ کیا جاتا تھا اور ان حوالہ جات پر اس عاجز کی طرف سے جرح بھی زیرِ غور آتی تھی۔ اس طرح تمام حوالہ جات کی چھان پھٹک کے بعد راقم الحروف برادرم محترم حافظ مظفر احمد صاحب کے ساتھ بیٹھ کر آئندہ روز کے لئے اپنی بحث اور استدلال کی ترتیب اپنے ذہن میں متعین کرتا اور حوالہ جات کی اس اعتبار سے ترتیب دے لی جاتی تھی۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد راقم الحروف اکیلا بیٹھ کر اپنے خیالات اور استدلال کو اپنے ذہن میں مجتمع اور مستحضر کر کے ان کو ذہنی طور پر الٹ پلٹ کر آخری ترتیب اپنے ذہن میں متعین کر لیتا اور اگلے روز دعا کے بعد عدالت کے لئے روانگی ہو جاتی۔

عدالت کے اندر جو کارروائی ہوتی اس کی رپورٹنگ کے لئے روزنامہ الفضل کی طرف سے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر193

خاندانِ صلاحات(5)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرم ماہر فرحان صلاحات کے احمدیت کی طرف سفر کے بارہ میں لکھتے ہوئے ان کی بیعت سے قبل تک کے احوال کا تذکرہ کیا تھا، خاندانِ صلاحات کے بارہ میں اس آخری قسط میں مکرم ماہر فرحان صلاحات صاحب کی بیعت اور اسکے بعد کے بعض رؤیا اور واقعات بیان کئے جائیں گے۔

تحقیق اور بیعت کے لئے انشراح صدر

مکرم ماہر فرحان صلاحات صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

رمضان المبارک شروع ہوا تو میں نے دعا کے ساتھ جماعت کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔سب سے پہلے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا مطالعہ کیا۔پھر تفسیر سورت الکہف اور بعض دیگر کتب اور لٹریچر کا بکثرت مطالعہ کیا۔یہ حالت دیکھ کر میری بیوی اکثر مجھے کہا کرتی تھی کہ اس قدر کتب پڑھ پڑھ کر تم اندھے ہو جاؤ گے، اور جب بھی میرا بھائی محمد صلاحات ہمارے گھر آتا تو وہ اسے کہتی کہ تم نے میرے خاوند کے ساتھ کیا کیا ہے کہ اسے سوائے ان کتب کے مطالعہ کے اور کسی چیز کی ہوش ہی نہیں رہی۔

احمدیت میں میری اس قدر دلچسپی کی خبر میرے رشتہ داروں میں پھیلی تو وہ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ بعض کہتے کہ احمدیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نیا نبی بنا لیا ہے، اور بعض کو زیادہ خیال آیا تو انہوں نے مجھے ''محمد الشویکی'' کی کتاب ''براءة الملة الإسلامية من افتراءات الفرقة الأحمدية القاديانية'' لا کر دی۔مَیں جماعت کی تعلیم اور اعلیٰ درجہ کے اسلامی خیالات کا پہلے ہی مطالعہ کر چکا تھا اس لئے اس کتاب کا جھوٹ میرے لئے اظہر من الشّمس ہو گیا اور دراصل یہی کتاب میرے لئے بیعت کرنے میں جلدی کا سبب ٹھہری کیونکہ سفلہ اعتراضات کی احمدیت کے اعلی اور بلند پایہ اسلامی افکار کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہ تھی۔

رؤیا اور بیعت

اسی عرصہ میں ایک دن قبل از ظہر سویا ہوا تھا کہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میرے اردگرد بہت سے مردے بکھرے پڑے ہیں اور مَیں ان میں اپنے والد صاحب کو تلاش کر رہا ہوں۔اتنے میں مجھے ایک آواز سنائی دیتی ہے کہ جو بڑا اور بلند پایہ ہے اس کا احترام کرو۔اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تو مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک طفلِ شیرخوار کی طرح رو رہا تھا۔اس قدر خشیت الٰہی مجھے کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔مَیں نے اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص عطاء سمجھتے ہوئے بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔چنانچہ مَیں نے وضو کیا اور نماز ظہر ادا کی۔شاید میری اب تک کی زندگی کی یہ سب سے حسین اور پر خشیت و روحانیت نماز تھی۔ مجھے وہ لذت ملی جس سے قبل ازیں آشنائی نہ تھی، میرے دل کی سنگلاخ سرزمین خدا تعالیٰ کی خشیت اور خوف سے اس قدر نرم ہو چکی تھی کہ مجھے اپنے بہتے ہوئے آنسو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے اس سرزمین سے جگہ جگہ چشمے ابل پڑے ہوں۔ یقیناً یہ اس سرزمین پر نئی فصلیں اگنے کی نوید تھی۔ چنانچہ اسی رمضان المبارک کی 20 تاریخ کو عیسوی سال 2008ء میں مَیں نے بیعت کر لی۔

بیعت کے بعد کا ایک رؤیا

جس روز مَیں نے بیعت فارم پر کیا اسی روز میں سورت الکہف کی تفسیر پڑھتا رہا اور صحیح تفسیر پڑھنے کے ساتھ ساتھ خشیتِ الٰہی کی وجہ سے روتا رہا۔ایسے میں نہ جانے میری آنکھ لگ گئی یا یہ جاگنے کا ہی منظر تھا کہ مَیں نے دیکھا کہ چار نورانی وجود قرآن کریم ہاتھوں میں تھامے تشریف لاتے ہیں اور میرے پاس پہنچ کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے اس نظارہ میں ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ چاروں خلفائے راشدین ہیں۔اس رؤیا سے جو مجھے عجیب روحانی لذت اور سرور نصیب ہوا اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔

مبارک جماعت

قبول احمدیت سے قبل مَیں جب ایم ٹی اے دیکھا کرتا تھا تو اکثر اس بات پر غور کرتا تھا کہ آیا یہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں یا نہیں۔گو کہ بعد میں یہ تمام شکوک رفع ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ میری اس بارہ میں بھی تشفی فرما دی۔مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک بہت عظیم الشان محل میں داخل ہوتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک جگہ ٹیلی ویژن کے پیچھے کھڑے ایک شخص کے چہرہ سے بہت تیز روشنی نکل رہی ہے۔ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ شخص ٹی وی کے پیچھے کھڑے ہو کر ایم ٹی اے کی نشریات چلا رہا ہے۔اس وقت وہ بعض دعائیں نشر کر رہا ہوتا ہے جن میں سے مجھے یہ دعا یاد رہ گئی کہ:رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (البقرة251)۔اس کے بعد وہ ٹی وی پر یہ اعلان کرتا ہے کہ جماعت احمدیہ ہی فرقۂ ناجیہ ہے اور یہ مبارک جماعت ہے۔پھر مجھے مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اس چینل کو دیکھا کرو کیونکہ یہ مبارک چینل ہے۔مَیں اسے کہتا ہوں کہ اپنا نور کچھ کم کرو تا کہ مَیں تمہارے چہرہ کو دیکھ سکوں۔پھر اس کے بائیں جانب مَیں ایک چھوٹی سی لڑکی دیکھتا ہوں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ پڑھتی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی ہے۔کچھ دیر کے بعد مَیں اس محل کی دوسری منزل پر جاتا ہوں اور وہاں ایک کمرے کا دروازہ کھولتا ہوں تو آگے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو دیکھتا ہوں اور ان کے ساتھ اپنی والدہ، بھائی محمد صلاحات اور اپنی بھابھی اور اس کی اولاد کو بھی کھڑے پاتا ہوں۔(یہی وہ افراد ہیں جنہوں نے ان کے خاندان میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔)

خلیفۂ وقت سے تعلق

جب مَیں نے بیعت فارم پر کر کے ارسال کیا تو اس کے جواب کا بے صبری کے ساتھ انتظار کرنے لگا۔اور پھر جب حضور انور کا خط موصول ہو گیا تو صدر جماعت فلسطین مکرم عبد القادر مدلل صاحب نے مجھے یہ خط پڑھ کر سنایا۔ اس کو سن کر میرا احساس ناقابل بیان تھا جیسے سینے میں ٹھنڈ پڑ گئی ہو۔جب بھی حضور انور کو ٹی وی پر دیکھتا ہوں تو سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ مَیں ایسی جماعت کا رکن ہوں جس کا ایک خلیفہ ہے، اور ایسی جماعت دنیا میں صرف ایک ہے جس کا ایک خلیفہ ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کی برکات سے نوازتا رہے۔

امام الصلوۃ احمدی ہونا چاہئے

بیعت کرنے کے بعد ایک دن مَیں نے اپنے بھائی محمد صلاحات سے کہا کہ ہم لوگوں کو احمدیت کی طرف کیسے بلائیں جبکہ ہم ان کے ساتھ نماز بھی نہیں ادا کرتے، انہوں نے مجھے جواب تو دیا اور میری تسلی بھی ہو گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا کے ذریعہ مزید بصیرت عطا فرما دی۔ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں اپنے گھر کے پاس ایک مسجد کے سامنے کھڑا ہوں جس کے سامنے کچھ لوگ کھڑے اس بات پر آپس میں اختلاف کر رہے ہیں کہ مسجد کا دروازہ کون کھولے گا اور اذان کون دے گا اور اقامت کون کہے گا اور امامت کون کرائے گا۔ ان باتوں کے بارہ میں ان میں اختلاف شدت اختیار کر جاتا ہے اور لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ایسے میں دیکھتا ہوں کہ محمد شریف عودہ صاحب تشریف لاتے ہیں اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ایک طرف لے جاتے ہیں اور باجماعت نماز ظہر اور عصر جمع کر کے ادا کرتے ہیں، وہ امامت کرواتے ہیں اور مَیں ان کے ساتھ بطور مقتدی نماز ادا کرتا ہوں۔

جب میری آنکھ کھلی تو مجھے سمجھ آ گئی کہ ان مولویوں میں سے ہم کس کس کو راضی کریں گے، کیونکہ ان کا تو آپس میں ہر بات پر اختلاف ہے اور اسی کو ختم کرنے کے لئے حَکَم وعدل تشریف لائے ہیں جس نے آ کر اسلامی تعلیمات کے صحیح نمونہ کو دکھانے کے لئے خدا کے حکم سے نیک و پاک جماعت قائم فرمائی ہے۔اس لئے اس کا امام الصلاۃ اسی جماعت میں سے ہونا چاہئے۔

تجدید دین کا فریضہ

قبولِ احمدیت کے بعد مجھ پر خدا تعالیٰ کے افضال کا نزول ہوا اور بکثرت ایسے رؤیا سے نوازا گیا جن سے اسلام کی حقیقت کھل کر میرے سامنے آ گئی۔مَیں نے رات کو رؤیا میں دیکھا کہ ایک بچی مجھے پھولوں کا ایک دستہ تھماتے ہوئے کہتی ہے کہ اٹھو اور روحانیت والی نماز ادا کرو۔مَیں جاگ اٹھا اور فوراً وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔اس نماز کی لذت غیر معمولی تھی۔نماز پڑھنے کے بعد مَیں پھر سو گیا تو رؤیا میں محمد شریف عودہ صاحب کو دیکھا کہ وہ زیتون کے درختوں سے سوکھی ٹہنیاں کاٹ رہے ہیں۔اور مجھے کہتے جاتے ہیں کہ ہمارا تعلق جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور ہمارا فرض ہے کہ قرآن کریم کو تمام غلط تفاسیر سے منزہ قرار دیں اور انبیائے کرام کو تمام باطل قصے کہانیوں سے مبرّا اور اسلام کو تمام بدعتوں اور رسم ورواج سے پاک قرار دیں۔ دراصل یہی حقیقی اسلام ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں لے کر آئے تھے۔

بیوی اور رشتہ داروں کا رویہ

بیعت کے بعد میرے رشتہ داروں کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجھے طرح طرح کے ناموں اور کفر کے فتووں کا سامنا کرنا پڑا۔اس صورت حال میں مجھ سے زیادہ میری بیوی کو طعنے دیئے گئے لیکن گو کہ وہ احمدی نہیں ہے پھر بھی میرا دفاع کیا کرتی تھی اور تمام رشتہ داروں کو کہتی تھی کہ جس کی روحانی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اسے کافر کیسے کہہ سکتے ہیں۔جو نماز کا پابند نہ ہو اور پھر نہ صرف پنجوقتہ نماز کا پابند ہو بلکہ تہجد اور نوافل پر بھی کاربند ہو جائے اسے کافر کیسے کہہ سکتے ہیں۔میرے دفاع کے باوجود میری بیوی نے احمدیت قبول نہیں کی۔شاید اس کی وجہ رشتہ داروں کا دباؤ ہے۔میرے سسر کو جب میرے قبولِ احمدیت کا علم ہوا تو وہ القدس کے مفتی کے پاس گئے اور اس کو بتایا کہ میرا داماد احمدی ہو گیا ہے اس کے بارہ میں کیا فتویٰ ہے۔مفتی صاحب نے کہا کہ اسے چاہئے کہ آپ کی بیٹی کو طلاق دے دے۔میرے سسر نے یہ فتویٰ نہ صرف مجھ تک پہنچایا بلکہ میرے چچاؤں وغیرہ کو بھی پہنچا دیا جنہوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنی بیٹی کو زبردستی اپنے گھر لے جائے۔لیکن الحمد للہ کہ اس مخالفت نے شدت نہ اختیار کی اور کسی بڑی مشکل کا پیش خیمہ ثابت نہ ہوئی۔

مولویوں اور عدالتوں کی مخالفت

پھر یہ بات ہمارے خاندان اور گھر تک ہی محدود نہ رہی بلکہ ہمارے گلی محلے سے نکل کر وادی باذان کی مسجد تک بھی جا پہنچی جہاں ایک مولوی نے خطبہ جمعہ میں نہ صرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق نازیبا کلمات کہے بلکہ جماعت کو انگریز کا ایجنٹ قرار دیا اور بالواسطہ طور پر گویا مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ جس نے احمدی ہونا ہے اسے چاہئے کہ پھر وہ اپنی مسلمان بیوی کو طلاق دے دے۔الحمد للہ کہ مولوی کے اس خطبہ سے بھی مخالفت کی وہ روش نہ پیدا ہوئی جس کی توقع کی جا رہی تھی۔پھر مجھے ''طوباس'' کی شرعی عدالت سے ایک خط ملا جس میں Public Prosecutor ریم عدنان عبد الرحمٰن الشنطی صاحبہ نے دعویٰ دائر کیا تھا کہ گویا احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے اب مَیں دین اسلام سے مرتد ہو گیا ہوں (والعیاذ باللہ) لہذا ہم میاں بیوی کی علیحدگی ہو جانی چاہئے اور مرتد ہونے کی وجہ سے میری تمام جائیداد بھی ضبط کر لی جائے گی۔ اس کیس کی تاریخ 30/8/2010 تھی اور کیس نمبر 2010/86 تھا جبکہ طوباس ضلع نابلس کی شرعی عدالت میں اس کیس کو دائر کیا گیا تھا۔دو تین پیشیوں کے بعد خدا کے فضل سے یہ کیس بھی ختم ہو گیا۔

خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر مجھے کبابیر جانے کا اتفاق ہوا۔یہاں مرکزِ جماعت میں موجود دار الضیافت میں جب مَیں داخل ہوا تو سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تصاویر لگی ہوئی تھیں۔ان کو دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ مَیں نے اسی شکل پر یہ سب تصاویر اپنے ایک رؤیا میں بھی دیکھی تھیں۔

اسی روز مجھے کہا گیا کہ مَیں حاضرین کے سامنے خلافت سے تعلق اور برکات کے بارہ میں کچھ بیان کروں۔ لیکن شاید شدت جذبات کی وجہ سے مَیں ایک لفظ بھی نہ کہہ سکا۔مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوا اور طبیعت پر بہت منفی اثر تھا حتی کہ مَیں نے یہی سمجھنا شروع کر دیا کہ شاید میرے ایمان اور خلافت سے تعلق میں بہت کمی ہے جس کی وجہ سے مَیں کچھ نہ بول سکا۔الغرض وہ رات مَیں نے دکھی دل اور نم آنکھوں میں گزاری۔ جب نیند آئی تو مَیں نے رؤیا میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دیکھا کہ آپ ایک قالین پر تشریف فرما ہیں اور مَیں حضور انور کے دائیں جانب بیٹھا ہوا ہوں۔حضور انور سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرما رہے ہیں اور مَیں آپ کے پیچھے پیچھے اسے دُہرا رہا ہوں۔اسی اثناء میں جب میری آنکھ کھلی تو مَیں سورۃ فاتحہ پڑھ رہا تھا۔اس رؤیا نے میرے سارے غم کو کافور کر دیا اور فرحت و سرور سے دل بھر گیا۔

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر 2

متی باب 1 آیت 18 تا 25

ان آیات میں یسوع کی پیدائش، ان کے بے باپ ہونے، ان کی والدہ کے روح القدس کی قدرت سے حاملہ ہونے اوران کی پیدائش کے بارہ میں پرانے عہد نامہ کی ایک مزعومہ پیشگوئی اور یوسف کے ازدواجی تعلقات کا ذکر ہے۔ ان باتوں پر ہم تفصیل سے نظر ڈالتے ہیں۔

✿......پہلی بات تو یہ کہی گئی ہے کہ حضرت مریم کی منگنی یوسف سے ہوئی مگر ان کے اکٹھے ہونے سے قبل حضرت مریم حاملہ پائی گئیں۔ یہاں واضح طور پر یہ اشارہ موجود ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش کے بعد حضرت مریم اور یوسف کے ازدواجی تعلقات ہوئے۔ چنانچہ یوسف اپنی بیوی مریم کو اپنے گھر لے آئے مگر اس کو نہ جانا جب تک اس کے بیٹا نہ ہوا۔ یہ آیت نمبر 25 یونانی میں اس طرح ہے۔

اس کا بامحاورہ ترجمہ واچ ٹاور بائبل سوسائٹی کے ترجمہ میں اس طرح کیا گیا ہے:

But he had no intercourse with her until she gave birth to a son.

اور انٹر پریٹرز بائبل میں اس آیت پر یہ تبصرہ ہے:

The phrase does not support the theory of Marys perpetual virginity.

یعنی یہ بیان مریم کے دائمی کنواری ہونے کی تائید نہیں کرتا۔ **مگر حیرت ہے کہ متی کی انجیل کے اس واضح بیان کے باوجود ایک بہت بڑا گروہ حضرت مریم کو ''دائمی کنواری'' کے لقب سے ذکر کرتا ہے۔ ان کے لئے نعوذ باللہ، خدا کی ماں، کے الفاظ استعمال کرتا ہے** اوران کے متعلق یہ بھی عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ حضرت مسیح کی طرح آسمان پر اٹھائی گئیں۔

✿......**اناجیل میں حضرت مسیح کے چار بھائیوں اور بہنوں کا ذکر موجود ہے۔** چنانچہ مرقس کی انجیل کے باب 6 میں لکھا ہے کہ یسوع کے اہل وطن نے ان کے کاموں اور حکمت پر تعجب کرتے ہوئے کہا:

''کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے۔ اور کیا اس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں''۔ (مرقس باب 6 آیت 3)

متی میں لکھا ہے:۔

''کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہودہ نہیں اور کیا اس کی سب بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟۔

(متی باب 13 آیت 55)

✿......ان بھائی بہنوں کے متعلق بعض دفعہ بغیر کسی حوالے اور دلیل کے یہ تاویل کی جاتی ہے کہ یہ یوسف کی پہلی بیوی کی اولاد تھی یا یسوع کی خالہ کی اولاد تھی۔

پادری ڈم میلو صاحب جو ایک پر جوش عیسائی ہیں اپنی تفسیر میں کلیۃً اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ یوسف اور حضرت مریم کے ازدواجی تعلقات بعد میں ہوئے۔

دوسری بات جو اس حصہ میں قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ لکھا ہے:

''جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ ہوگئی''۔ (آیت نمبر 18)

پھر لکھا ہے:

''خواب میں یوسف کو کہا گیا: اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے''۔

(آیت نمبر 20)

سوال یہ ہے کہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

جہاں تک بعد کے عیسائی عقیدہ کا تعلق ہے روح القدس الوہیّت کے تین اقانیم میں سے ہے جو حقیقتاً باپ اور بیٹے سے ممتاز ہے اور باپ اور بیٹے کے مساوی المرتبہ ہے اور روح القدس بھی خدا ہے جس طرح باپ خدا ہے، جس طرح بیٹا خدا ہے۔ اب اس عقیدہ کے ساتھ متی کے اس فقرہ کا کیا مطلب ہوا۔

کیا یہ حمل خدا باپ کی قدرت سے نہیں تھا؟ خدا بیٹے کی قدرت سے نہیں تھا؟ صرف خدا روح القدس کی قدرت سے تھا؟ کیا روایتی عقائد کو ماننے والے علماء، بائبل کی اس بات کی کوئی وضاحت کریں گے؟

اس بارہ میں قرآن مجید کا بیان بالکل واضح اور معقول ہے کہ روح القدس فرشتہ نے حضرت مریم کو انسانی شکل میں تجلّی کر کے ایک بیٹے کی بشارت دی۔

تیسری بات جو اس بیان میں کہی گئی ہے یہ ہے کہ یسوع بے باپ تھے اور کئی صدیوں تک یہ بات پیش کی جاتی رہی کہ دیکھو یہ بہت بڑا ثبوت مسیح کی الوہیت کا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ کوئی شخص اگر بغیر باپ کے ہے یا بغیر باپ کے سمجھا جاتا ہے تو یہ اس کے خدا ہونے کا کس طرح ثبوت ہوسکتا ہے۔ کسی ایسے شخص کا جو ہر لحاظ سے ہر طرح سے انسان نظر آتا ہو۔ کھاتا پیتا، چلتا پھرتا، سوتا جاگتا ہو، اس کے متعلق اگر کوئی کہے کہ یہ شخص بغیر باپ کے ہے تو کوئی شخص اس کو خدا تو نہیں قرار دے گا (شاید اس کی ماں کے بارہ میں مشکوک خیالات کا اظہار کرے) الحمدللہ کہ آج کی دنیا میں اب یہ خیال مٹتا چلا جاتا ہے۔ پرانے زمانہ کی تاریخ اور آج کل کی سائنس نے یہ امر قریباً ثابت کر دیا ہے کہ ظاہر نظر مرد کی غیر موجودگی میں بھی ایک عورت حاملہ ہو سکتی ہے۔

✿......**متی کے اس پہلے باب میں نمایاں شخصیت یوسف کی ہے جو حضرت مریمؑ کے شوہر تھے۔** چونکہ متی کی انجیل پر یہودی خیالات غالب ہیں اور یہود میں یہ خیال غالب تھا کہ آنے والا مسیح حضرت داؤد کی اولاد سے ہوگا اور یسوع حضرت مریم کے بیٹے تھے جو حضرت داؤد کی اولاد سے نہیں تھیں بلکہ لاوی قبیلہ سے تھیں اس لئے متی کا انجیل نویس بار بار یوسف کا ذکر کرتا ہے کیونکہ یوسف کو حضرت داؤد کی اولاد سے قرار دے کر وہ یشوع کو ابن داؤد کہہ کر ان کو یہود کے سامنے مسیح کے ابن داؤد ہونے کی پیشگوئی یشوع پر چسپاں کرنا چاہتا ہے حالانکہ یوسف کا یشوع سے کوئی نسبی تعلق نہ تھا۔ یوسف نے جو خواب دیکھا اس میں ان کو کہا گیا:

''اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ اس کے بیٹا ہوگا اور تُو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا''۔ (متی باب 1 آیت 21-20)

✿......**اس بیان سے بعض لوگ مسیحی کفّارہ کے حق میں استنباط کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ مسیحی کفارہ کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ موسوی شریعت پر عمل ضروری نہیں اور مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے۔ ان دونوں باتوں کا تو یہاں کوئی ذکر نہیں۔** صرف یہ بیان ہے کہ مریم کے بیٹے کا نام یشوع رکھنا جس کے لفظی معنی ہیں کہ خدا نجات ہے۔ یہی نام حضرت موسیٰ کے جانشین کا تھا اور اس فقرہ سے کہ (وہ اپنے لوگوں کو گناہ سے بچائے گا) بھی کفّارہ کا کوئی استنباط نہیں ہوتا کیونکہ ہر نبی لوگوں کو گناہ سے بچانے آتا ہے۔ البتہ اس فقرہ میں حضرت مسیح کے محدود مشن کا ضرور اشارہ ہے کیونکہ لکھا ہے کہ 'وہی **اپنے لوگوں** کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا' اور اپنے لوگوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں جیسا کہ انٹر پریٹرز بائبل والے لکھتے ہیں:

His people is the honorific title of Israel.

✿......**اس باب کی آخری آیات (آیات 22-23) میں معمولی غور بھی اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ کتاب خدا کا کلام نہیں بلکہ جس انسان نے یہ لکھی ہے اس کی امانت و دیانت بھی محل نظر ہے۔** آیات یہ ہیں:

''یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے جس کا ترجمہ ہے خدا ہمارے ساتھ''۔ (متی باب 1 آیات 23-22)

ان آیات میں کمال ہوشیاری سے پرانے عہد نامہ کی ایک پیشگوئی کو یسوع کی پیدائش پر چسپاں کیا گیا ہے حالانکہ اگر آپ اس پیشگوئی کو پرانے عہد نامہ میں پڑھیں تو خوب کھل جائے گا کہ اس کا یسوع کی پیدائش کے واقعہ سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ پیشگوئی یسعیاہ باب 7 آیت 10 تا 16 میں اس طرح سے ہے:

''پھر خداوند نے آخز سے فرمایا خداوند اپنے خدا سے کوئی نشان طلب کر خواہ نیچے پاتال میں خواہ اوپر بلندی پر۔ لیکن آخز نے کہا کہ مَیں طلب نہیں کروں گا اور خداوند کو نہیں آزماؤں گا۔ تب اس (یعنی حضرت یسعیاہ نبی) نے کہا اے داؤد کے خاندان اب سنو! کیا تمہارا انسان کو بیزار کرنا کوئی ہلکی بات ہے کہ میرے خدا کو بھی بیزار کرو گے؟ لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اس کا نام عمانوایل رکھے گی وہ دَہی اور شہد کھائے گا جب تک کہ وہ نیکی اور بدی کے ردّ و قبول کے قابل نہ ہو پر اس سے پیشتر کہ یہ لڑکا نیکی اور بدی کے قبول کے قابل ہو یہ ملک جس کے دونوں بادشاہوں سے تجھ کو نفرت ہے ویران ہو جائے گا''۔

(یسعیاہ باب 7 آیت: 10 تا 16)

یہ اُردو ترجمہ مسیحیوں کے ترجمہ بائبل سے ماخوذ ہے۔ اس ترجمہ کو درست بھی مان لیا جائے جو پوری طرح درست نہیں جیسا کہ آگے چل کر وضاحت ہوگی تو بھی اس حوالہ اور اس کے سیاق وسباق سے خوب واضح ہے کہ ان الفاظ میں یسوع کی ولادت کی پیشگوئی کی طرف اشارہ بھی نہیں۔ اس میں صرف یہ ذکر ہے کہ ایک بچہ پیدا ہو کر ابھی نیکی و بدی کے قابل نہیں ہوا ہوگا کہ اے داؤد کے خاندان کے لوگو (جن میں سے آخز اس وقت حضرت داؤد کے خاندان کی حکومت کا بادشاہ تھا)۔ وہ دونوں ملک جو تمہارے لئے باعث تکلیف بنے ہوئے ہیں اور تمہارے لئے قابل نفرت ہیں یعنی شمال کی یہودی حکومت جس کا دارالسلطنت سامریہ ہے اور شام کی حکومت جس کا دارالسلطنت دمشق ہے، تباہ و برباد ہو جائیں گے اور یہ واقعہ اتنی دیر میں ہو جائے گا جتنی دیر میں ایک عورت حاملہ ہو کر بچہ جنے اور بچہ ابھی چھوٹا ہی ہو اور نیکی و بدی کی پہچان کے لائق نہ ہو۔

چنانچہ A Commentary of the Bible by Arthur S. Peaks کے مفسروں نے عیسائی ہوتے ہوئے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے:

The sign is to be fulfilled in the near future since it is given for a pressing emergency. It has therefore no reference to the birth of Jesus more than seven hundred year later.

(A Commentary of the Bible by Arthur S. Peaks page: 442 Edition 1957)

ظاہر ہے کہ متی کے انجیل نویس نے پرانے عہد نامہ کی اس پیشگوئی کو جو اس کے نزدیک الہامی کتاب ہے بالکل غلط رنگ میں یسوع پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے جو اس کی دیانتداری کو مشتبہ کرتی ہے۔

✿......یہ بھی مدنظر رہے کہ یسوع پر اس پیشگوئی کو چسپاں کرنے کے لئے عبرانی لفظ ''علمہ'' کا ترجمہ کنواری کیا گیا ہے۔ حالانکہ عبرانی میں علمہ کا لفظ قابل شادی عورت کے بارہ میں بولا جاتا ہے خواہ وہ کنواری ہو یا نہ ہو۔

✿......یہ بھی یاد رہے کہ متی کے انجیل نویس نے اپنی عبارت میں پرانے عہد نامہ کی پیشگوئی کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے جس کا ترجمہ ہے خدا ہمارے ساتھ''۔

اور اس طرح یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ پیشگوئی کے مطابق لوگ یسوع کو 'خدا ہمارے ساتھ' کا نام دیں گے اور اس طرح اپنی طرف سے یسوع کی الوہیت کا استنباط کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اصل پیشگوئی میں یہ الفاظ ہیں:

''دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا وہ اس کا نام عمانوایل رکھے گی''۔

یعنی ماں اس بیٹے کا نام عمانوایل رکھے گی۔ گویا خدا اس بیٹے کے ساتھ ہوگا مگر متی کے انجیل نویس کی کوشش ہے کہ یہ مضمون پیدا کرے کہ لوگ یشوع کو خدا کہا کریں گے۔

الغرض متی کی یہ آیات ہی (باب 1 آیات 23-22) نئے عہد نامہ کے خدائی کلام ہونے کے خلاف قطعی ثبوت ہیں۔

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

خطبہ جمعہ

ہر جان جو احمدیت کی خاطر، کلمہ طیبہ کی خاطر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی خاطر، خدا تعالیٰ اور صرف خدا تعالیٰ کا عبد بننے کی خاطر قربان ہو رہی ہوتی ہے وہ اس بات کا اعلان کر رہی ہوتی ہے کہ تمہارے مکر اور تمہاری کوششیں اور تمہاری زیادتیاں جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک نہیں سکتیں۔

گزشتہ دنوں ربوہ کے پولیس اہلکاروں نے ہمارے ایک انتہائی مخلص اور فدائی احمدی کو ایک ماہ کے قریب بغیر کسی قسم کا کیس رجسٹر کئے تھانہ میں رکھا اور پھر کسی نامعلوم جگہ لے جا کر آٹھ دس دن تک شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں یہ مخلص اور فدائی احمدی جن کا نام عبدالقدوس تھا، صبر و استقامت سے ہر ٹارچر اور اذیت برداشت کرتے ہوئے اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس عزم اور ہمّت کے پیکر نے جان دے دی مگر جھوٹی گواہی نہیں دی۔

شہید مرحوم اگر اذیت کی وجہ سے پولیس کی من پسند سٹیٹمنٹ دے دیتے جیسا کہ وہ بتاتے رہے ہیں تو اس کے نتائج جماعت کے لئے مجموعی طور پر بھی بہت خطرناک ہو سکتے تھے۔

پس اے قدوس! ہم تجھے سلام کرتے ہیں کہ تُو نے اپنے آپ کو انتہائی اذیت میں ڈالنا تو گوارا کر لیا لیکن جماعت کی عزّت پر حرف نہیں آنے دیا۔ تُو نے اپنی جان دے کر جماعت کو ایک بہت بڑے فتنے سے بچا لیا۔ پس ماسٹر عبدالقدوس ایک عام شہید نہیں ہیں بلکہ شہداء میں بھی ان کا بڑا مقام ہے۔

یہ لوگ جو اپنے زعم میں احمدیوں کو گالیاں نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نازیبا الفاظ کہہ کر ہمارے دلوں کو چھلنی کرتے ہیں، اذیتیں دے کر خوش ہوتے ہیں، ایک دن انشاء اللہ آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ ان میں سے ایک ایک سے حساب لے گا۔

خدا تعالیٰ کے ہاں شاید دیر تو ہو اندھیر نہیں ہے اور یقینا یہ لوگ اپنے عبرتناک انجام کو پہنچیں گے۔

ہم مظلوم بننے کے ساتھ اگر پہلے سے بڑھ کر تقویٰ، صبر، توکّل، ثباتِ قدم، دعا اور استغفار سے کام لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح کے نظارے جلد تر دیکھیں گے۔

(ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کی شہادت کے دردناک واقعہ کی لرزہ خیز تفصیلات۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 6/اپریل 2012ء بمطابق 6/شہادت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ (سورۃ ال عمران آیت نمبر 171 تا 174)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کر بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں ان کے ربّ کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔ بہت خوش ہیں اس پر جو اللہ نے اپنے فضل سے اُنہیں دیا ہے اور وہ خوشخبریاں پاتے ہیں اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہو گا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے متعلق خوشخبریاں پاتے ہیں اور یہ خوشخبریاں بھی پاتے ہیں کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے، اُن میں سے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔ یعنی وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں پس ان سے ڈرو تو اس بات نے ان کو ایمان میں بڑھا دیا۔ اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

پاکستان میں خاص طور پر اور اُن کے اثر کے تحت بعض دوسرے ممالک میں مُلّاں اور حکومت سمجھتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف قانون بنا کر، اُن کو شہری حقوق سے محروم کر کے، اُن کے لئے حقوقِ انسانی کے ہر قانون کو پس پشت ڈال کر، اُن کو دہشتگردی کا نشانہ بنا کر، احمدیوں کو قتل کرنے کی ہر ایک کو کھلی چھٹی دے کر یہ لوگ احمدیت کو ختم کر دیں گے۔ لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ احمدیت خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا وہ پودا ہے جس کو کوئی انسانی کوشش ختم نہیں کر سکتی۔ جس کے پھلنے پھولنے کی خدا تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے کہ بُشْرٰی لَکَ اَحْمَدِیْ۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَ مَعِیْ۔ غَرَسْتُ لَکَ قُدْرَتِیْ وَیَدِیْ۔ کہ اے میرے احمد! تجھے بشارت ہو۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ مَیں نے اپنے ہاتھ سے تیرا درخت لگایا ہے۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 315 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ جماعت کو ختم کرنے کی انسانی کوششیں تو بیشک ہیں اور رہیں گی لیکن ان کوششوں سے جماعت احمدیہ ختم نہیں ہو سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب یہ الہام ہوا اُس وقت آپ کے اردگرد چند ایک لوگ تھے جنہوں نے آپ کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا ہوتے ہوئے ہم کس شان سے دیکھ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ دنیا کے دوصد ممالک تک پھیل چکی ہے۔ مخلصین کی ایسی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں کہ جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کیا اُس ابتدائی زمانے سے لے کر آج تک کی ترقی، باوجود مخالفین کی تمام تر کوششوں کے جن میں حکومتوں کا بھی کردار ہے، انسانی کوششوں سے ہو سکتی ہے؟ اگر کسی میں عقل ہو اور آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہ بندھی ہو تو یہی ایک بات احمدیت کی سچائی کے لئے کافی ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس بات کو بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اُٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے خواب میں بتایا ہے یا ہمیں یہ الہام ہوا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر مذہب والوں کی مثالیں بھی دی ہیں کہ وہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اُن کا مذہب سچا ہے اور اسلام نعوذ باللہ جھوٹا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرماتے ہیں لیکن بیشمار ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے بیعت کی ہے اور وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے، ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ اس شخص کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سچا ہے۔ بلکہ آج بھی سینکڑوں بیعتیں خوابوں میں رہنمائی کے ذریعے ہو رہی ہیں اور اس زمانے میں ہم اس کے خود گواہ ہیں۔ کئی واقعات مَیں پیش کر چکا ہوں۔ بلکہ شاید اس وقت بھی میرے سامنے بعض ایسے لوگ بیٹھے ہوں جن کی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی کہ خدا تو کئی نہیں ہو سکتے کہ کسی کو خدا کچھ بتا رہا ہو اور کسی کو کچھ بتا رہا ہو۔ مختلف لوگوں کی مختلف رنگ میں رہنمائی کر رہا ہو۔ اس کا ایک معیار ہے۔ اگر کوئی اُس پر پرکھنا چاہے تو پرکھنا چاہئے اور یہی ایک معیار ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مَیں بتاتا ہوں کہ وہ معیار کیا ہے؟ اور وہ یہ ہے کہ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فعل کیا کہتا ہے۔ خوابیں تو اس نے بھی دیکھ لیں، اس نے بھی دیکھ لیں۔ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فعل کیا کہتا ہے۔ جب یہ دیکھو گے تو جماعت کی ترقی بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ آج خلافت کے ہاتھ پر جماعت احمدیہ کا جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی فعلی شہادت ہے۔ بے نفس ہو کر جان، مال، وقت کی قربانی دینا جس کو سب غیر مانتے ہیں، کیا اُن کے لئے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت نہیں ہے جس نے دلوں کو مضبوط باندھ کر ایک جگہ جمع کر کے ان قربانیوں پر باوجود دنیا کے ظلم سہتے چلے جانے کے آمادہ کیا ہوا ہے۔

پس جماعت کی طاقت اور اس کا پھیلنا اور ترقی کرنا مخالفین کی کوششوں سے نہیں رُک سکتا۔ ہر جان جو احمدیت کی خاطر، کلمہ طیبہ کی خاطر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی خاطر، خدا تعالیٰ اور صرف خدا تعالیٰ کا عبد بننے کی خاطر قربان ہو رہی ہوتی ہے وہ اس بات کا اعلان کر رہی ہوتی ہے کہ تمہارے مکر اور تمہاری کوششیں اور تمہاری زیادتیاں جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک نہیں سکتیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں حضرت مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب شہیدؓ اور صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت سے جان کی قربانیوں کی ابتدا ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونے کی محتاج تھی‘‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کے ذکر میں پھر آگے فرماتے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں (یعنی افراد جماعت میں سے) کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اُٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جو نمونہ اس جوانمرد (یعنی صاحبزادہ صاحب) نے ظاہر کر دیا، ابھی تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں‘‘۔ فرمایا ’’خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 58-57)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کو جو آخری فقرے میں ہے، قبولیت عطا فرمائی اور بہت سوں کو وہ استقامت بخشی جس سے انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے وقت آنے پر پیش کئے۔ اُن پہلے شہداء کی قربانیوں کے تسلسل کو پاکستان کے احمدیوں نے سب سے زیادہ جاری رکھا اور سینکڑوں میں اپنی قربانیاں پیش کیں۔ ہر شہید نے ایمانی حرارت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ہر شہیدِ احمدیت کا اپنا اپنا ایک رنگ ہے جس کے ساتھ اُس نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا، جس میں انڈونیشیا کے شہید بھی شامل ہیں، ہندوستان کے بھی اور دوسرے ممالک کے بھی۔ لیکن بعض نمایاں ہو جاتے ہیں۔

1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو فسادات ہوئے تھے، اُن میں تیس پینتیس احمدی شہید کئے گئے تھے۔ لیکن بعض ایسی حالت میں شہید ہوئے کہ اُنہیں اذیت دے دے کر شہید کیا گیا۔ باپ اور بیٹے کو شہید کیا گیا۔ باپ کے سامنے بیٹے کو اذیت دی جاتی تھی۔ بیٹے کے سامنے باپ کو اذیت دے کر یہ کہا جاتا تھا کہ احمدیت سے تائب ہوتے ہو یا نہیں؟ اور یہ سب کچھ صرف لوگ نہیں کر رہے تھے بلکہ وہاں کی پولیس بھی سامنے کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی ہوتی تھی۔

انڈونیشیا میں سرِ عام پولیس کی نگرانی میں اور ریاستی کارندوں کی نگرانی میں دہشتگردی کا نشانہ بنا کر اور اذیت دے دے کر احمدیوں کو شہید کیا گیا لیکن ایمان کی حفاظت کرنے والوں اور استقامت کے پتلوں نے اپنے جسم کے روئیں روئیں پر زخم کھا لیا، ایک ایک انچ پر زخم کھا لیا لیکن ایمان کو ضائع نہیں ہونے دیا۔

پس چاہے پاکستان کا قانون ہو یا انڈونیشیا کا یا کسی بھی اور ملک کا یہ احمدیوں کی زندگیوں کو تو چھین سکتا ہے لیکن اُن کی وفاؤں کو نہیں چھین سکتا۔ اب سنا ہے ملائیشیا بھی اس قانون کے ذریعے اس صف میں آ رہا ہے بلکہ آ چکا ہے۔ انہوں نے بھی ایک نیا قانون بنایا ہے جو ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ بھی آزما کر دیکھ لیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ جب خدا کی تقدیر اپنا کام شروع کرے گی تو حساب چکانا مشکل ہو جائے گا۔ پھر کوئی مُلّاں اور کوئی قانون ان کو بچانے کے لئے آگے نہیں بڑھے گا بلکہ یہ نام نہاد علماء جو رحمۃ للعالمین کے نام کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں، مجرموں کے کٹہرے میں سب سے پہلے کھڑے کئے جائیں گے اور احمدیوں کا ایمان اور صبر اور استقامت ایک شان کے ساتھ چمک رہا ہو گا۔

پس احمدیوں کو اس بات کی فکر نہیں۔ اُنہیں پتہ ہے کہ انجام کار اُنہی کی فتح ہے۔ قربانیاں تو قومیں دیتی ہیں، وہ بھی دے رہے ہیں۔ لیکن ان قربانیوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اس لئے یہ قربانیاں جو احمدی دیتے رہے ہیں، اب بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے یہ کوئی بلا مقصد اور معمولی قربانیاں نہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا پاکستان میں سب سے زیادہ ظلم و بربریت کی داستانیں رقم ہو رہی ہیں۔ حکومت کے ارباب حل و عقد چاہے کہتے رہیں، لیکن آج بھی ریاستی کارندے اپنے زیر سایہ دہشتگردی کر رہے ہیں۔ ان کارندوں کی دہشتگردی آج بھی احمدیوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنا رہی ہے۔

گزشتہ دنوں ربوہ کے پولیس اہلکاروں نے جن میں تھانہ انچارج اور اُس کے اسسٹنٹ شامل تھے اور ایک اطلاع کے مطابق اُس سے بڑے افسر بھی، ہمارے ایک انتہائی مخلص اور فدائی احمدی کو ایک ماہ کے قریب بغیر کسی قسم کا کیس رجسٹر کئے تھانہ میں رکھا اور پھر کسی نامعلوم جگہ لے جا کر آٹھ دس دن تک شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں یہ مخلص اور فدائی احمدی جن کا نام عبدالقدوس تھا، صبر و استقامت سے یہ ٹارچر اور اذیت برداشت کرتے ہوئے اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے تو شہادت کا یہ رتبہ پا لیا۔

اس واقعے کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ ربوہ کے محلّہ نصرت آباد کے رہائشی ایک شخص احمد یوسف اسٹام فروش جو عدالت کے باہر سٹیمپ پیپر بیچنے والے تھے، اُن کو چار پانچ اکتوبر کی درمیانی رات کو کسی نے قتل کر دیا اور پولیس نے پھر مقتول کے بیٹے کے کہنے پر، اُس کے ایماء پر مختلف احباب کو مختلف اوقات میں شک کی بنا پر گرفتار کر کے شامل تفتیش رکھا اور بعد میں ان تمام احباب کو جن کو پکڑا گیا تھا بے گناہ کر کے چھوڑ دیا گیا۔ اسی سلسلے میں مقتول کا بیٹا جو مدعی تھا، اُس کی طرف سے ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کا نام بھی لیا گیا جس پر پولیس نے اُنہیں بھی تھانہ بلا لیا۔ یہ محلّہ نصرت آباد کے صدر جماعت تھے۔ اس کے بعد مدّعی نے ماسٹر عبدالقدوس صاحب جیسا کہ مَیں نے کہا صدر محلّہ تھے، اُن کو بغیر کسی وجہ کے اس کیس میں نامزد کر دیا۔ پھر ڈی پی او کو تحریری درخواست دی۔ پولیس نے ماسٹر صاحب کو 10/فروری کو مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں آ کے گرفتار کر لیا۔ پکڑ کے تو لے گئے لیکن باقاعدہ جو پرچہ کاٹا جاتا ہے، گرفتاری ڈالی جاتی ہے، وہ نہیں ڈالی۔ رابطہ کرنے پر پولیس والوں نے یہی کہا اور مسلسل یہی کہتے رہے کہ ہم جانتے ہیں یہ بھی بے گناہ ہے۔ بڑے افسران سب یہی کہتے رہے کہ جلد ہی معاملہ کلیئر (clear) ہو جائے گا۔ بعض مجبوریاں ہیں، یہ ہے وہ ہے، اس لئے ہم نے پکڑا ہوا ہے۔ اسی دوران 17/مارچ کو ماسٹر عبدالقدوس صاحب کو پولیس نے تھانہ ربوہ سے کسی نامعلوم جگہ پر منتقل کر دیا۔ ان کو غائب کرنے کے کوئی دس دن کے بعد 26/مارچ کو پولیس اُنہیں تھانہ میں واپس لے آئی اور ماسٹر صاحب کے ایک دوست کو فون کر کے کہا کہ اپنا بندہ آ کے لے جاؤ۔ اپنے آدمی کو لے جاؤ۔ جس پر وہ دوست وہاں گئے تو ماسٹر صاحب نے کہا کہ مجھے یہاں سے لے جائیں۔ جس پر پولیس نے اُس دوست سے ایک سادہ کاغذ پر دستخط بھی لے لئے کہ یہ مَیں واپس لے کر جا رہا ہوں اور ماسٹر صاحب کو اُن کے حوالے کر دیا۔ کیونکہ ماسٹر عبدالقدوس صاحب کی حالت ٹھیک نہیں تھی اس لئے وہ دوست اُنہیں فوری طور پر وہاں سے ہسپتال لے گئے جہاں جا کے پھر پتہ لگا کہ پولیس نے غائب کرنے کے ابتدائی دو تین دن میں ماسٹر صاحب پر بہت زیادہ تشدد کیا جس کی وجہ سے اُن کی حالت خراب ہو گئی۔ اُنہیں پاخانے میں بھی خون آتا رہا، خون کی اُلٹیاں بھی آتی رہیں، اسی طرح ان کے گردوں پر بھی کافی اثر ہوا۔ ویسے ہوش میں تھے لیکن اندرونی طور پر انتہائی شدید چوٹیں لگی تھیں۔ ماسٹر صاحب نے ملاقات کے دوران بتایا کہ 17/مارچ کو رات کے اندھیرے میں اُنہیں کچھ پولیس اہلکار تھانہ ربوہ سے پانچ چھ گھنٹے کی ڈرائیو کے فاصلے پر ایک نامعلوم مقام پر لے گئے اور انتہائی تشدّد کیا۔ کچی سڑکیں ہیں، تھوڑا فاصلہ بھی ہو تو وہاں وقت زیادہ لگتا ہے۔ بالکل ویران جگہ تھی۔ پولیس والے اُنہیں مار مار کے یہ کہتے رہے کہ کسی عہدیدار کا نام بتاؤ جو اس قتل میں ملوث ہے۔ تم بھی عہدیدار ہو۔ نام بتا دو تو تمہیں چھوڑ دیں گے، اُس کو پکڑ لیں گے۔ اور ایک کاغذ پر دستخط کروانے کی کوشش کرتے رہے۔ ان عہدیداروں میں بعض ناظران کے نام بھی انہوں نے لئے، اَوروں کے نام بھی۔ جس پر ماسٹر صاحب نے دستخط نہیں کئے۔ یہ جب مارتے تھے اور جب تشدد کرتے تھے تو پولیس والوں کا کہنا تھا کہ پہلی بار کوئی جماعتی عہدیدار ہاتھ لگا ہے۔ پہلے تو یہ چھوٹ جایا کرتے تھے۔ اور پھر تشدد شروع کر دیتے تھے۔ اس دوران میں تشدد کرتے ہوئے یہ اہلکار جو ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کے نام لے کر جماعت کے خلاف بھی شدید بدزبانی کرتے رہے۔ تشدد کے نتیجے میں ماسٹر عبدالقدوس صاحب کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا خون کی الٹیاں آتی رہیں۔ جس پر پولیس والوں نے تشدد روک دیا۔ اُنہیں کچھ دوائیاں وغیرہ دیں۔ جب ان کی حالت قدرے بہتر ہوئی تو پولیس اُنہیں پھر تھانہ واپس لے آئی اور اُس کے دوست کے حوالے کر دیا۔ ماسٹر عبدالقدوس صاحب کو فضل عمر ہسپتال میں داخل کر کے آئی سی یو (ICU) میں رکھا گیا۔ مسلسل خون کی بوتلیں لگائی گئیں تو ان کی الٹیاں رک گئی تھیں۔ لیکن شہادت سے ایک روز قبل 29/مارچ کو ایک دو روز کے وقفے کے بعد دوبارہ خون کی الٹیاں آئیں اور ان کی حالت دوبارہ زیادہ بگڑ گئی۔ پھیپھڑے بھی متاثر ہو گئے جس کی وجہ سے 30/مارچ کو گزشتہ جمعہ کو بے ہوش ہو گئے اور اُسی حالت میں اُن کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وفات سے پہلے طاہر ہارٹ میں بھی ان کو شفٹ کیا گیا تھا۔ ڈائیلیسس (Dialisis) کا بھی پروگرام تھا۔ تیاری ہو رہی تھی لیکن پولیس کا جو تشدد تھا، اُس کی اندرونی چوٹوں کی وجہ سے بہرحال یہ جانبر نہ ہو سکے اور شہادت کا رُتبہ پایا۔

اس کی مزید تفصیل ان کے برادرِ نسبتی نے لکھی ہے جو انہوں نے ان کو بتایا۔ یہ اِن کے پاس ہسپتال میں رہتے رہے تھے کہ 17/ مارچ کو ربوہ کے پاس، چنیوٹ سے آگے جا کے وہاں ایک جگہ ہے جھنگڑ گلوتراں، یہ اُن کو وہاں لے گئے اور شدید ظالمانہ تشدد کیا۔ (لکھتے ہیں کہ ساری باتیں جو مَیں بتا رہا ہوں بڑے وثوق سے بتا رہا ہوں مجھے انہوں نے خود بتائی ہیں۔) امجد باجوہ صاحب کے ساتھ پیدل چل کے یہ پولیس تھانہ سے باہر آئے۔ اس کے بعد ہم ان کو ہسپتال لے گئے تو وہاں رستے میں انہوں نے کہا کہ مجھ پر بہت تشدد ہوا ہے۔ بڑا خوفناک تشدد تھا۔ اور یہ بھی بتایا کہ تھانیدار اور جو تفتیشی افسر تھا وہ اس تشدد میں شامل تھے۔ چنیوٹ سے پنڈی بھٹیاں روڈ پر لے گئے۔ وہاں سے پھر ہرسہ شیخاں سے آگے دریا کی طرف لے گئے۔ دریا کے اندر سے ہی کوئی راستہ نکلتا تھا، جس طرح کہ مَیں نے بتایا جھنگڑ گلوتراں، وہاں لے گئے اور وہاں لے جا کے جو پولیس چوکی تھی وہاں مجھے حوالات میں بند کر دیا اور اُس کے بعد وہاں سے کچھ دیر بعد جب میں باہر آیا تو کرسیوں پر دائرہ کی صورت میں ربوہ کا تھانیدار، تفتیشی افسر، وہاں کا لوکل تھانیدار اور جو ڈی ایس پی تھے وہ بھی کرسیوں میں بیٹھے ہوئے دائرے کی شکل میں موجود تھے، اور اُن کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا کہ یہ تمہارا بیان ہے اس پر دستخط کر دو۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ربوہ کی مرکزی انجمن اور صدر عمومی وغیرہ کے خلاف بیان تھا، تو انہوں نے کہا کہ یہ غلط بیانی ہے مَیں کیوں کروں۔ اُس میں یہ بیان تھا کہ جو قتل ہوا ہے اُس میں یہ یہ لوگ ملوث ہیں اور انہوں نے یہ کروایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم یہ دستخط کر دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ کہتے ہیں مَیں نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ میرا بیان ہی نہیں ہے اور ایسا ہوا بھی نہیں ہے۔ مَیں کس طرح دستخط کر سکتا ہوں؟ تو پھر انہوں نے مجھے دھمکیاں دیں کہ خود دستخط کر دو تو بچ جاؤ گے، ورنہ ہم تو تم سے اُگلوا لیں گے۔ ماسٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے دو دفعہ انکار کے بعد ساتھ کھڑے ہوئے دو ہٹّے کٹّے لوگوں نے مجھے گرا لیا اور مارنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد مسلسل مجھ پر تشدد کرتے رہے اور اپنا مطالبہ دہراتے رہے۔ اور تشدد کے مختلف طریقے تھے۔ یہ بعض لفظ انہوں نے لکھے ہوئے ہیں، رسّہ لگانا، منجی لگانا یا سریہ لگانا، رُولا پھیرنا۔ یہ تو مختلف چیزیں ہیں۔ بہرحال رُولا پھیرنا جو ہے وہ لکڑی کا ایک رُولا ہوتا ہے، جو بڑا سارا اور کافی وزنی ہوتا ہے، وہ لٹا کے جسم پر پھیرا جاتا ہے۔ اور اسی طرح رسّہ باندھ دیا۔ پھر رسّہ باندھ کر گھسیٹتے رہے۔ اس کے علاوہ مسلسل جگائے رکھا اور جب آنکھ بند ہونے لگتی تو مجھے حوالات سے باہر نکال کے مارنا شروع کر دیتے۔ وہاں ایک نامی گرامی بدمعاش تھا اور نامی ڈاکو اور چور ہے۔ کہتے ہیں وہ بھی ساتھ تھا۔ پولیس کا ایک چھتر ہوتا ہے چمڑے کا ایک بہت لمبا سارا، اُس کو لگا کر مارتے ہیں۔ اُس کو اگر پانچ مارتے تھے تو ماسٹر صاحب کہتے ہیں مجھے پچیس مارتے تھے۔ ایک دفعہ طبیعت خراب ہوئی تو پھر ہرسہ شیخاں لے گئے جو وہاں قریب ایک گاؤں ہے، وہاں سے کچھ انجکشن لگوائے، کچھ دوائیاں دیں، پھر طبیعت سنبھلی تو پھر تشدّد کرنے لگ گئے اور یہ سب تھانیدار وغیرہ بیچ میں شامل تھے۔ غلیظ گالیاں بھی نکالتے رہے۔ کہتے تھے اب لندن سے بلواؤ جو تمہارے بڑے ہیں، اُن کو کہو وہ تمہیں چھڑوا لیں۔ ربوہ سے بلاؤ، پھر بزرگوں کو غلیظ گالیاں دیتے تھے۔ کہتے ہیں مجھے گالیاں سُن کے بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ مار تو برداشت ہو رہی تھی لیکن گالیاں سننا مشکل تھا۔ کھانا بھی کبھی کبھار دیتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایسا تشدد اور ظلم کبھی نہ مَیں نے سنا اور نہ کبھی دیکھا ہے۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ مَیں برداشت کر سکتا۔ مَیں دعائیں کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے تشدد سہنے کی، برداشت کرنے کی ہمت دے اور اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے ہمت دی کہ وہ اُس کو برداشت کر سکے۔ صدر عمومی صاحب نے مجھے لکھا کہ مَیں نے اُن کو کہا کہ انہوں نے اتنا کچھ تشدد کیا ہے، کچھ تو آپ سے لکھوا لیا ہوگا؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے بڑے جذباتی انداز میں مجھے کہا کہ وہ تو مجھ سے ایک نکتہ بھی نہیں ڈلوا سکے۔

پس یہ ہے ایمان کو سلامت رکھنے والے اور سچائی پر قائم رہنے والے کی کہانی۔ اس عزم اور ہمت کے پیکر نے جان دے دی مگر جھوٹی گواہی نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو بھی شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ پس اس عظیم شہید نے ہمیں جہاں بہت سے سبق دیئے وہاں یہ سبق بھی دیا جو جماعت احمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض ہے کہ توحید کے قیام کے لئے اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرنی کیونکہ جھوٹ بھی شرک کے برابر ہے اور ہمارے سے شرک نہیں ہو سکتا۔

شہید مرحوم نے اپنے عہدِ بیعت کو بھی نبھایا اور خوب نبھایا۔ شہید مرحوم اگر اذیت کی وجہ سے پولیس کی من پسند سٹیٹمنٹ دے دیتے جیسا کہ وہ بتاتے رہے ہیں تو اس کے نتائج جماعت کے لئے مجموعی طور پر بھی بہت خطرناک ہو سکتے تھے۔ جس طرح مرزا غلام قادر شہید کو آلہ کار بنانا چاہا تھا، وہ تو ایک نام نہاد تنظیم یا دہشت گرد تنظیم نے بنایا تھا لیکن یہاں تو پولیس نے بنانا چاہا۔ اور کیونکہ ضلع کے جو بڑے پولیس افسران ہیں، وہ اس ظلم سے انکار ہی کر رہے ہیں اور اپنی معصومیت ظاہر کر رہے ہیں اس لئے یہ بھی بعید نہیں کہ اُن کو بائی پاس کر کے چھوٹے افسران کے ذریعہ سے حکومتی لیول پر اوپر سے کوئی حکم آتے رہے ہوں۔ اعلیٰ حکام بعض دفعہ ہدایات دیتے رہتے ہیں اور جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں ضیاء صاحب خود تھانیدار کو فون کر سکتے تھے تو یہاں بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے جہاں صوبائی حکومت بھی ہمارے خلاف ہے۔ اب جب ان پولیس افسران کے خلاف پرچہ کی کوشش ہو رہی ہے تو حکام بالا کی طرف سے صلح صفائی کے لئے دباؤ بھی ڈالا جا رہا ہے کہ صلح کر لو۔ گو پاکستان میں مجرم جو ہیں وہی صاحبِ اقتدار بھی ہیں اور انصاف کی امید بظاہر نہیں ہے لیکن قانون کے اندر رہتے ہوئے جماعت تمام ذرائع استعمال کر رہی ہے اور انشاء اللہ کرے گی۔ بہرحال اگر یہ کسی قسم کی تحریر جو پولیس کی پسند کی تھی اُس پر دستخط کر دیتے تو یہ بہت خطرناک ہو سکتا تھا۔ قتل کے جھوٹے مقدمے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا مرکزی عہدیداران کو گرفتار کرنا تھا۔ مرکزی دفاتر پر پابندی ہو سکتی تھی۔ جماعت کی تعلیم اور کوششوں کو کہ ہم امن پسند جماعت ہیں بدنام کرنے کی کوشش ہو سکتی تھی۔ اور بھی بہت ساری ایسی باتیں ہو سکتی تھیں جن سے جماعت کو نقصان پہنچتا۔ نہ صرف ملکی طور پر بلکہ بین الاقوامی طور پر بھی۔ بہرحال انہوں نے ایک مکر کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے مخلص کے ذریعہ جو عام زندگی میں انتہائی نرم دل تھا، جس کو اس قسم کی سختیوں کا تصور بھی نہیں تھا، اُس کے ذریعے سے ان کے مکر کو توڑا اور وہ ان کے جھوٹوں اور مکروں کے سامنے ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑا ہو گیا اور جماعت پر آنچ نہیں آنے دی۔

پس اے قدوس! ہم تجھے سلام کرتے ہیں کہ تُو نے اپنے آپ کو انتہائی اذیت میں ڈالنا تو گوارا کر لیا لیکن جماعت کی عزت پر حرف نہیں آنے دیا۔ تُو نے اپنی جان دے کر جماعت کو ایک بہت بڑے فتنے سے بچا لیا۔ پس ماسٹر عبدالقدوس ایک عام شہید نہیں ہیں بلکہ شہداء میں بھی ان کا بڑا مقام ہے۔ اس عارضی دنیا سے تو ایک دن سب نے رخصت ہونا ہے، لیکن خوش قسمت ہیں ماسٹر عبدالقدوس صاحب جن کو خدا تعالیٰ نے زندہ کہا ہے۔ اور وہ ایسے رزق کے پانے والے بن گئے ہیں جو دنیاوی رزقوں سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ جس جماعت اور جس مقصد کی خاطر انہوں نے قربانی دی ہے اُس کے بارے میں حقیقی خوشخبریوں کا پتہ تو انہیں اُس جہان میں جا کر چلا ہوگا۔ لیکن شہید مرحوم ہمیں جو سبق دے گئے ہیں ہمیں اُسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل۔ کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ پس جیسے بھی حالات گزر جائیں اللہ تعالیٰ کا دامن نہ چھوڑنا۔ یہ سبق انہوں نے دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرح بیان فرمایا ہے کہ دنیا والے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اگر اللہ تعالیٰ سے تمہارا مضبوط تعلق ہے۔

یہ لوگ جو اپنے زُعم میں احمدیوں کو گالیاں نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نازیبا الفاظ کہہ کر ہمارے دلوں کو چھلنی کرتے ہیں، اذیتیں دے کر خوش ہوتے ہیں، ایک دن انشاء اللہ آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ ان میں سے ایک ایک سے حساب لے گا۔

شہید مرحوم احمدیوں کے لئے جو پاکستان میں رہنے والے ہیں بالعموم اور اہلِ ربوہ کے لئے بالخصوص یہ پیغام بھی چھوڑ کر گئے ہیں کہ قانون کا احترام اور حکومتی کارندوں کا احترام بیشک ہر احمدی کا فرض ہے لیکن کسی بھی انسان سے چاہے وہ کتنا ہی بڑا پولیس اہلکار ہو یا افسر ہو، خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ چاہے جو ظلم بھی وہ ہم پر روا رکھے ایک احمدی کو اگر خوف ہونا چاہئے تو صرف ایک ہستی کا، اور وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔

پولیس اہلکاروں کا زور صرف قانون کا احترام کرنے والوں پر چلتا ہے۔ دہشتگردوں کے سامنے، ملّاں کے سامنے، جس نے توڑ پھوڑ اور شدت پسندی کرنی ہے، جس نے ان کا مقابلہ کرنا ہے، جس نے ان کو آگے سے بموں سے اڑانا ہے، اُن کے سامنے تو ان کی گھگھی بندھ جاتی ہے۔

گزشتہ دنوں غیر از جماعت دوستوں سے، جو مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے تھے، ایک مجلس ہوئی تو ایک صاحب مجھے کہنے لگے کہ آپ کی جماعت کی ایک خصوصیت ہے کہ ہر ایک نے عہدِ بیعت کیا ہوا ہے۔ اور جو آپ اُنہیں کہیں وہ مانتے ہیں اور ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں، تو پاکستان کے حالات کے بدلنے میں آپ لوگ کوئی عملی قدم کیوں نہیں اُٹھاتے۔ انہیں مَیں نے بتایا کہ سیاسی نظام کا حصہ تو ہم نہیں بن سکتے۔ کیونکہ قانون احمدی کو کہتا ہے کہ سیاست میں آنے کے لئے پہلے اپنے آپ کو غیر مسلم کہو، پھر جمہوری نظام کا حصہ بنو جس میں ووٹ ڈالنے کا حق ہے اور یہ ہم کبھی نہیں کریں گے، ہم کر نہیں سکتے۔ دوسرے سڑک پر اپنی طاقت کا اظہار ہے یا شدت پسندی ہے، یا دہشتگردی ہے، ہم نے یہ بھی نہیں کرنی کیونکہ ہم قانون کے پابند لوگ ہیں اور یہی ہم نے اس زمانے کے ہادی کو مان کر سیکھا ہے اور جو صحیح اسلامی تعلیم ہے اس سے بھی ہم دُور نہیں جا سکتے۔ پس حکومتی ادارے تو اُن کا ساتھ دیتے ہیں جو شدت پسند ہیں یا اُن سے ڈرتے ہیں جو شدت پسند ہیں، جن کی سڑک کی طاقت ہے، جو سڑکوں پر آ جاتے ہیں۔ اسی طرح سیاستدان بھی اُنہی کی سنتے ہیں تبھی تو احمدیوں کو اُن کے جائز حقوق سے بھی محروم کیا جاتا ہے۔ مَیں نے اُن کو کہا کہ جہاں تک بیعت کا تعلق ہے، یہ بیعت ہی تو ہے جس کی وجہ سے خاموشی سے احمدی اپنی جان مال کی قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور کوئی قانون ہاتھ میں نہیں لیتے۔ لیکن بہرحال ایک وقت انشاء اللہ آئے گا جب یہی لوگ احمدیوں کی عزت اور احترام کرنے پر مجبور ہوں گے۔ گو آج ہمیں ظلموں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ہاں اندھیر نہیں۔ ہاں شاید کچھ دیر اور مہلت اُن کو مل جائے۔ پس صرف خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں، اُس سے مدد طلب کریں اور اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر کا انتظار کریں۔

عزیزم قدوس شہید کے معاملے میں بعض پولیس افسران نے کہا تو ہے کہ ذمہ داروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی لیکن دوسری طرف دباؤ بھی ڈالا جا رہا ہے۔ اللہ کرے کہ ان کی انصاف کی آنکھ روشن ہو جائے۔ ابھی تو یہ کہا جاتا ہے کہ ظلم و بربریت گو حکومتی اہلکاروں نے کیا ہے لیکن یہ اُن تک محدود ہے اور جب یہ شور پڑا تو اب یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ حکومت کا یا افسران کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ لیکن اگر

انصاف نہ کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پوری حکومتی مشینری اس حکومتی دہشتگردی میں شامل تھی۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ کے ہاں شاید دیر تو ہو اندھیر نہیں ہے اور یقیناً یہ لوگ اپنے عبرتناک انجام کو پہنچیں گے۔ جماعت کو نقصان پہنچانے کی ان کی جو حسرت و خواہش ہے، اُس میں یہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ جماعت انشاء اللہ تعالیٰ ترقی کرتی چلی جائے گی۔ احمدیت کا دوصد ممالک میں پھیل جانا انہی جانی قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ پس احمدیوں کو ہر قربانی کے نتیجے میں اس بات پر اور زیادہ پختہ ہونا چاہئے کہ یہ ہماری ترقی کے دن قریب کر رہی ہے۔ جتنی بڑی قربانی ہے اتنی زیادہ جلد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو یاد رکھیں کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَاتَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اٰل عمران: 140)۔ اور تم کمزوری نہ دکھاؤ، نہ غم کرو۔ اور تم ہی بالا ہوگے اگر تم مومن ہو۔ پس اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔

پس ہر شہادت ہر قربانی ہمارے ایمان میں ترقی کا باعث بننی چاہئے اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل انشاء اللہ تعالیٰ کس طرح نازل ہوتے ہیں۔ صبر، ہمت اور دعا سے کام لیتے چلے جائیں۔

بعض لوگ مجھے لکھ دیتے ہیں کہ صبر اور دعا کے علاوہ بھی کچھ کرنا چاہئے۔ مَیں پہلے بھی بتاتا رہتا ہوں اور بتا بھی آیا ہوں اور ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ صبر اور دعا ہی ہمارے ہتھیار ہیں۔ اس کا صحیح استعمال ہر احمدی کرے تو پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس تیزی سے نازل ہوتے ہیں۔ ابھی بھی اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں اور ہماری دعاؤں سے کہیں زیادہ بڑھ کر پھل ہمیں عطا فرما رہا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم مغموم ہوں یا بے دل ہوں۔ بظاہر دشمن کے بھی خوفناک منصوبے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْزَنُوْا۔ غم نہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کے منصوبے ہوا ہو جائیں گے۔ دشمن کی حسرت کبھی پوری نہیں ہوگی کہ وہ جماعت کو ختم کر سکے۔ ہاں ان لوگوں کے کونے آہستہ آہستہ کٹتے رہیں گے اور کٹ رہے ہیں اور ان میں سے ہی سعید فطرت جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے چلے جائیں گے۔ پس ہر قربانی ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے اور دلانی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اقلیت کو اکثریت میں بدلنے کے لئے ہم سے ایک اور چھلانگ لگوائی ہے۔ اور قدوس شہید جیسی قربانیاں تو سینکڑوں چھلانگیں لگوانے کا باعث بنتی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بنیں گی۔ ہمارا ردِعمل نہ مایوسی ہے، نہ شدت پسندی۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین ہے بلکہ ہم پورا ہوتے بھی دیکھ رہے ہیں۔ آپ کو اور آپ کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے صبر اور دعا کے ساتھ اپنا کام کرتے چلے جانے کے لئے کہا ہے اور پھر کامیابی مقدر ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ پس کون ہے جو ہمارے سے ہماری اس تقدیر کو چھین سکے جس کا خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ ہماری بے صبری، ہمارے ایمان کی کمزوری ہم سے اُن کامیابیوں کو دور نہ کر دیں جو مقدر ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ نے ملک کے بنانے میں بھی اور اس کی تعمیر و ترقی میں بھی کردار ادا کیا ہے۔ اور قربانیاں بھی دی ہیں۔ آج بھی ملک کو احمدیوں کی دعائیں ہی بچا رہی ہیں اور بچا سکتی ہیں۔ ہم اپنے بڑوں کی قربانیوں کو جو انہوں نے ملک کے لئے دیں ان دکھوں، تکلیفوں اور شہادتوں کی وجہ سے ضائع نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ۔

پس ان ظلموں کو ختم کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ اس ملک کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پہلے سے زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اُس کا فضل مانگیں۔ ہم مظلوم بننے کے ساتھ اگر پہلے سے بڑھ کر تقویٰ، صبر، توکّل، ثباتِ قدم، دعا اور استغفار سے کام لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح کے نظارے جلد تر دیکھیں گے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہم پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک سے دین کے نام پر ظلم اور ہر قسم کے ظلم کو جلد تر ختم ہوتا دیکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ماموریں اور اُن کی جماعت کو زلزلے آتے ہیں۔ ہلاکت کا خوف ہوتا ہے۔ طرح طرح کے خطرات پیش آتے ہیں۔ 'کُذِبُوْا' کے یہی معنے ہیں۔ دوسرے ان واقعات سے یہ فائدہ ہے کہ کچّوں اور پکّوں کا امتحان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو کچّے ہوتے ہیں ان کا قدم صرف آسودگی تک ہی ہوتا ہے۔ جب مصائب آئیں تو وہ الگ ہو جاتے ہیں۔ میرے ساتھ یہی سنت اللہ ہے کہ جب تک ابتلا نہ ہو تو کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا۔ خدا کا اپنے بندوں سے بڑا پیار یہی ہے کہ ان کو ابتلا میں ڈالے جیسے کہ وہ فرماتا ہے: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرة:156-157) یعنی ہر ایک قسم کی مصیبت اور دکھ میں ان کا رجوع خدا تعالیٰ ہی کی طرف ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انعامات انہی کو ملتے ہیں جو استقامت اختیار کرتے ہیں۔ خوشی کے ایام اگرچہ دیکھنے کو لذیذ ہوتے ہیں مگر انجام کچھ نہیں ہوتا۔ رنگ رلیوں میں رہنے سے آخر خدا کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خدا کی محبت یہی ہے کہ ابتلا میں ڈالتا ہے اور اس سے اپنے بندے کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً کسریٰ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کا حکم نہ دیتا تو وہ معجزہ کہ وہ اسی رات مارا گیا کیسے ظاہر ہوتا۔ اور اگر مکّہ والے لوگ آپ کو نہ نکالتے تو ''فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (الفتح:2)'' کی آواز کیسے سنائی دیتی۔ ہر ایک معجزہ ابتلا سے وابستہ ہے۔ غفلت اور عیاشی کی زندگی کو خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کامیابی پر کامیابی ہو تو تضرع اور ابتہال کا رشتہ تو بالکل رہتا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اسی کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے ضرور ہے کہ دردناک حالتیں پیدا ہوں۔''

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 587-586۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان میں ترقی عطا فرمائے اور عطا فرماتا چلا جائے اور ہمیں فتح اور نصرت کے نظارے بھی جلد دکھائے۔ ان قربانیوں کو قبول فرمائے اور شہید مرحوم کے بھی درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔ جمعہ کی نماز کے بعد مَیں انشاء اللہ تعالیٰ شہید کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

ان کے مختصر کوائف بھی بیان کر دیتا ہوں۔

ان کے والد کا نام میاں مبارک احمد صاحب ہے۔ ان کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا مکرم میاں احمد یار صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے ہوا جو فیروز والا، گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور صحابی کہلائے۔ اسی طرح آپ کی پڑدادی محترمہ مہتاب بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں۔ ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید 1968ء میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 43 سال تھی۔ آپ نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ پھر پی ٹی سی کا کورس کیا اور ٹیچر لگ گئے۔ ماسٹر صاحب شہید کی شادی 1997ء میں روبینہ قدوس صاحبہ بنت مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب امیر پارک گوجرانوالہ سے ہوئی۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ آپ سکول ٹیچر تھے۔ تقریباً بیس سال کی سروس تھی۔ گورنمنٹ سکول ٹیچر تھے لیکن ربوہ میں ہی دارالصدر شمالی میں پڑھاتے رہے۔ آپ کے ساتھی اساتذہ کے مطابق آپ کا شمار نہایت محنتی اور دیانتدار اساتذہ میں ہوتا تھا۔ محلّہ نصرت آباد میں رہائش سے قبل محلہ دارالرحمت شرقی میں رہائش پذیر تھے۔ محلہ دارالرحمت شرقی میں انہیں اطفال الاحمدیہ کے دور میں مجلس کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ملی۔ پانچویں کلاس میں زیرِ تعلیم تھے جب سے جماعتی خدمات بجا لا رہے تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور منتظم اطفال، بعد ازاں دس سال تک زعیم حلقہ کے عہدے پر فائز رہے۔ 1994ء میں نصرت آباد شفٹ ہوئے، تو یہاں بھی فوری طور پر جماعت کے کاموں میں شامل ہو گئے اور خدمت کی توفیق پائی۔ محلّہ نصرت آباد میں زعیم حلقہ اور مجلس صحت کے زیرِ انتظام شعبہ کشتی رانی کے انچارج تھے۔ کشتی رانی اور سوئمنگ بھی ان کو بڑی اچھی آتی تھی۔ اڑھائی سال قبل صدر محلہ منتخب ہو گئے تھے۔ بطور صدر محلہ بڑے احسن رنگ میں خدمات بجا لا رہے تھے۔ آپ کے محلے کے احباب کے مطابق شہید مرحوم بہت زیادہ حسنِ سلوک سے پیش آنے والے اور بلند حوصلے کے مالک تھے۔ ان کے ساتھ اگر کوئی شخص سخت لہجے میں بھی، سخت الفاظ میں بھی بولتا تو اس بات کو ہنس کر ٹال دیا کرتے تھے۔ عہدے داروں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہی رویہ ہر عہدے دار کا ہونا چاہئے۔ آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ کے شعبہ حفاظت مرکز میں بھی ایک لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ 2002ء سے شہادت تک حفاظت مرکز کے تحت علوم ب کے انچارج رہے۔ تمام ڈیوٹی دہندگان اور کارکنان کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اگر دیر تک ڈیوٹیاں ہیں تو اُن کے کھانے پینے، چائے وغیرہ کے انتظام کرنا اور خود جا کر پہنچانا ان کا معمول تھا، خدام ان سے بڑے خوش تھے۔ ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید نہایت اچھے اور خوش مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ خدمتِ خلق کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ دریائے چناب میں جب کبھی کوئی ڈوب جاتا تو احمدی یا غیر احمدی کا فرق کئے بغیر اُس کی لاش تلاش کرنے میں اپنے ساتھیوں کی نگرانی کرتے ہوئے دن رات محنت کرنے لگ جاتے، اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے تھے جب تک کہ نعش کو تلاش نہ کر لیں۔ بچپن سے وفات تک مختلف جماعتی عہدوں پر کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ شہید مرحوم اطاعت اور فرمانبرداری کا ایک نمونہ تھے اور جماعتی عہدیداران کی عزت و احترام کا بہت زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ طالب علمی کے دَور سے ہی اُنہیں ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لینے کا بہت شوق تھا۔ کبڈی، ہاکی، فٹ بال، کرکٹ وغیرہ کے اور کشتی رانی کے اچھے پلیئر تھے۔ ڈیوٹی دینے کے دوران مَیں نے دیکھا ہے، میرے ساتھ بھی انہوں نے ڈیوٹیاں دی ہیں کہ کبھی سامنے آ کر ڈیوٹی دینے کا شوق نہیں تھا۔ کوئی نام و نمود نہیں تھی۔ بڑھ بڑھ کے آگے آنے کا بعضوں کو شوق ہوتا ہے۔ باوجود انچارج ہونے کے پیچھے رہتے تھے، اور اپنے ماتحتوں کو آگے رکھتے تھے۔ ان کی والدہ محترمہ کی خواہش تھی کہ جامعہ میں جائیں لیکن بہرحال وہ خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے بیان کیا کہ شہید نہایت ملنسار، محبت کرنے والے، شاکر، ہمدرد اور دعا گو انسان تھے۔ ہم سب کا بہت خیال رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ سخت رویہ کبھی نہیں اپنایا۔ باوجود تکلیف اور مشکل کے عزیزوں کی خوشیوں میں شامل ہوتے تھے۔ شہادت سے ایک روز قبل بچوں کو صبر، ہمت اور خلافت سے وابستگی کی تلقین کی۔ اللہ کرے یہ ان کی نسلوں میں جاری رہے۔ بلکہ ان کی اہلیہ نے جو خط مجھے لکھا اس میں انہوں نے لکھا کہ میرے میاں اکثر مجھے یہ کہا کرتے تھے۔ ''فیر میں تینوں یاد آواں گا'' یعنی ان کو پہلے کچھ اپنے بارے میں تھا اور آخری لمحات میں بھی یہی نصیحتیں کیں کہ میری والدہ کا خیال رکھنا، بچوں کا خیال رکھنا۔ تو یہ اُن کو تو خیر یاد آئیں گے ہی آئیں گے لیکن قدوس شہید سے ہمیں بھی یہ وعدہ کرنا چاہئے اور اہلِ ربوہ کو بھی کہ ہم احسان فراموش نہیں ہیں۔ یقیناً انہوں نے جماعت پر بہت زیادہ احسان کیا ہے اور محسنوں کو جماعت کبھی بھلایا نہیں کرتی۔ ہمیں بھی وہ انشاء اللہ ہمیشہ یاد رہیں گے۔ فون پر میری ان کی والدہ سے بھی اور بچوں سے بھی بات ہوئی تھی، والدہ بوڑھی لیکن بڑی

پُرعزم ہیں۔ اور کوئی غم نہیں تھا۔ بچے ماشاء اللہ اپنے غم کی بجائے میرا حال پوچھ رہے تھے۔ اسی طرح اہلیہ سے بات ہوئی۔ وہ بھی بڑی صابر وشاکر تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور خود ان کا حافظ وناصر ہو۔ والدین بوڑھے ہیں۔ ان کے والد تو یہاں ہالینڈ میں ہی رہتے ہیں لیکن والدہ وہاں، ان کے ساتھ، قدوس کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔ اسی طرح ان کی اہلیہ ہیں جیسے میں نے بتایا۔ اس کے علاوہ ایک بیٹا عبدالسلام چودہ سال کا ہے جو آٹھویں کلاس کا طالبعلم ہے۔ عبدالباسط تیرہ سال کا ساتویں کلاس میں ہے، عبدالوہاب پانچ سال کا پہلی کلاس میں اور ایک بیٹی عطیۃ القدوس ہے دس سال کی جو چوتھی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب بچوں کا بھی حافظ وناصر ہو۔ ابھی نمازِ جمعہ کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

فرانس میں ساتویں بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد

''آزادیٔ اظہار میرے عقیدہ کی روشنی میں'' کے موضوع پر مقررین کا اظہارِ خیال

رپورٹ: نصیر احمد شاہد۔ مربی سلسلہ فرانس

مؤرخہ 12 فروری 2012ء کو احمدیہ مشن ہاؤس Saint-Prix میں جماعت احمدیہ فرانس کے زیر اہتمام ساتویں بین المذاہب کانفرنس کامیابی سے منعقد ہوئی۔ الحمدللہ۔ 2006ء میں اس طرح کی پہلی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ امسال کا موضوع تھا: ''آزادیٔ اظہار میرے عقیدہ کی روشنی میں''۔

مؤرخہ 12 فروری کو تین بجے مقررین اور سامعین کی آمد کے بعد رجسٹریشن کی گئی اور مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے ان کی خدمت میں چائے، کافی اور جوس پیش کیا گیا۔ اس دوران مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس پروگرام کے لئے نیشنل سیکرٹری اشاعت مکرم عطاء الحق صاحب نے تراجم قرآن کریم، تصاویر اور کتب کی نمائش بھی لگائی ہوئی تھی۔ مہمانوں کو اس کا وزٹ بھی کروایا جاتا رہا۔

ساڑھے تین بجے مکرم اسلم دوبوری صاحب نائب امیر کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے پروگرام شروع ہوا۔ مکرم اطہر کاہلوں صاحب سٹیج سیکرٹری تھے۔ موصوف نے پہلے تو بین المذاہبی کانفرنس کی افادیت اور اسلام احمدیت کے مطابق باہمی ہم آہنگی کے لئے اس کی اہمیت سے متعلق چند کلمات کہے۔ پھر پہلے مقررین کا مختصر تعارف کروا کے انہیں باری باری اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے دعوت دی۔

پہلے مقرر یہودیت کے نمائندہ ربائی Mr. Michel Serfaty تھے جو کہ فرانس میں ''یہود مسلم بھائی چارے'' کے صدر بھی ہیں۔

اس کے بعد ہمارے علاقہ Saint Prix کے کیتھولک چرچ کے پادری Mr.Gwenaël QUEFFELEC نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بعد ازاں جناب Bhavasindhu Dasa کو دعوت خطاب دی گئی۔ موصوف فرانس میں ''ہرے کرشنا'' کی کمیٹی کے ممبر ہیں۔ آج کے تیسرے مقرر بدھ ازم کے نمائندہ Mr. Chandarapantana تھے۔ اس کے بعد سکھ ازم کے نمائندہ Baba Ranjit Singh نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر انگریزی میں تھی جس کا رواں فرنچ ترجمہ بھی کیا گیا۔ موصوف A to Z گروپ کے بڑے مستعد ممبر ہیں۔

اسلام کی نمائندگی میں خاکسار نصیر احمد شاہد نے تقریر کی۔

مختلف مذاہب کے نمائندگان کی تقاریر کے بعد بعض احباب نے شکریہ کے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ مسلمہ کی اس کاوش کی بڑے اچھے الفاظ میں تعریف کی۔ ان میں Mr. Iqbal Singh جو A to Z India گروپ کے صدر اور سٹراس برگ میں ''اسلام'' میگزین کے مدیر اعلیٰ Mr. Musa Belfort شامل ہیں۔

اختتامی دعا سے قبل صدر مجلس نے تمام مقررین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور تمام مذاہب کے نمائندگان کی خدمت میں فرنچ ترجمہ قرآن کریم، اسلامی اصول کی فلاسفی اور جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔

پروگرام کے اختتام پر تمام شرکاء کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس کانفرنس کی کل حاضری 165 سے زائد تھی جس میں 39 غیر از جماعت شرکاء تھے۔

اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے مثبت اثرات ظاہر فرمائے۔

خدا نے تینوں ایہہ کیڈا سوہنا انعام دِتّا

(مکرم ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کی یاد میں)

قدوس یارا! خدا نے تینوں ایہہ کیڈا سوہنا انعام دتّا
تری شہادت تے تیرے مرشد نے تینوں اپنا سلام دتّا

تُوں جا کھلوتا ایں وِچ شہیداں دے سوہنیا اِیڈی اُچّی تھاویں
تری اَداواں تے تینوں ربّ نے بڑا ای اُچّا مقام دتّا

خدا نے تیرے تے چون، چنگی تے رج کے کیتی اے مہربانی
تری حیاتی نوں بھاگ لایا، ہمیشگی تے دوام دتّا

بئی شاوا شیرا! تری شہادت گواہ بنی اے تری وفا دی
تُوں جان دتّی پر ویریاں نوں نئیں بے گناہاں دا نام دتّا

تری شہادت نُوں یاد رکھاں گے حشر تیکر اسی قدوسا!
ظفر نے اج اپنا لکھیا ہویا ایہہ سونپ تینوں کلام دتّا

خدایا تیرے وی واری جایئے کہ وقت دے اس امام نوں اَج
وفا دے جذبے چ گُجیا ہویا توں وڈّ توں وڈّ اک غلام دتّا

اَسی تے ھاں ڈھیر خوش نصیبے اوہ جیہڑا رکھدا اے مان ساڈا
امام مہدی دی جانشینی چ ربّ نے سانھوں امام دتّا

(مبارک احمد ظفر)

جماعت احمدیہ پرتگال کے زیر اہتمام جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد

رپورٹ: طیب احمد منصور۔ سیکرٹری اشاعت جماعت احمدیہ پرتگال

محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جماعت احمدیہ پرتگال کو مورخہ 25-03-2012 کو مرکزی سنٹر میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب مبلغ سلسلہ وصدر جماعت احمدیہ پرتگال کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ نظم کے بعد مکرم صدر مجلس نے جلسہ یوم مسیح موعود کے اغراض ومقاصد پرتگیزی اور اردو زبان میں بیان فرمائے۔ اس کے بعد مکرم الحاج خالد محمود صاحب نے ''مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا کیوں ضروری ہے'' کے عنوان پر تقریر کی جس میں آپ نے حدیثِ نبوی کا حوالہ دیتے ہوئے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کو سلام پہنچانے کا ارشاد فرمایا تھا، صحابہ کرام اور بزرگان اُمت کی اس شدید خواہش کے متعلق حوالے پیش کئے کہ کاش اُن کو یہ وقت نصیب ہوتا اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مسیح موعود علیہ السلام کو سلام پہنچا کر پورا کر سکتے۔

اس تقریر کے بعد عزیزم نبیل احمد ناصر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات پرتگیزی زبان میں پڑھے اور پھر مکرم عزیز احمد صاحب نے سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا نعتیہ منظوم کلام ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا، نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے'' نہایت عمدہ رنگ میں پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق پرتگیزی زبان میں تیار کی گئی ایک وڈیو حاضرین کو دکھائی گئی۔ جس کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے چند اشعار پیش فرمائے۔

پھر خاکسار نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیشگوئیاں اور ان کا ظہور'' کے عنوان پر تقریر کی جس میں سورۃ الجمعہ میں موجود پیشگوئی، سورج چاند گرہن کے متعلق پیشگوئی، ایم ٹی اے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاسر صلیب ہونے کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ پھر ایک عرب نومبایع احمدی مکرم رضوان الزین صاحب نے عربی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر دلائل پیش کیے۔

عرب دوست کی تقریر کے بعد مکرم ناصر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تحریرات اور واقعات کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاندین احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سراسر غلط الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کمی کی ہے۔

پھر مکرم منظور احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد اردو اور پرتگیزی میں شرائط بیعت تحریر فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر سنائی گئیں۔ پھر لجنہ اماء اللہ نے چند نظمیں پیش کیں۔

آخری تقریر حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کے متعلق تھی جو کہ مکرم بشیر احمد صاحب نے کی۔ دُعا کے ساتھ جلسہ یومِ مسیح موعودؑ کا اختتام ہوا جو کہ مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب مربی سلسلہ وصدر جماعت احمدیہ پرتگال نے کروائی۔ جلسہ کی کل حاضری 61 تھی جن میں مرد وخواتین کے علاوہ 5 نومبایعین بھی شامل تھے۔ جلسہ کے بعد ریفریشمنٹ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ شاملین جلسہ کو اس پروگرام کی برکات سے نوازتا رہے۔ اور تمام منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ: جلسہ سالانہ ماریشس از صفحہ نمبر 16

کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے''۔ (آسمانی فیصلہ)

جلسہ کے دوران بے معنی باتوں میں اپنا وقت ضائع نہ کریں بلکہ ہمیشہ دعاؤں اور استغفار میں مصروف رہیں جماعت کے صاحب علم مقررین کی تقاریر کو غور سے سنیں اور اپنے علم اور اسلام سے متعلق معلومات کو بڑھائیں اور اس طرح سے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنیں۔

یاد رکھیں بطور احمدی آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپ نیکی، ایمانداری اور بھائی چارے کی بہترین مثال بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی مکمل پیروی کریں اور اُنہیں معمولی خیال نہ کریں۔ بلکہ ہر حکم کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور اپنے عمل سے اس کا ثبوت دیں۔ اپنے رویّہ اور عمل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم توقعات کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مُریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46,47)

تبلیغ کرنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے اور جب ہم تبلیغ کرنے نکلیں تو ہمارا اعلیٰ نمونہ بہت ضروری ہے۔ میرے حال ہی کے ایک خطبہ میں مَیں نے سچائی کی اہمیت پر بڑا زور دیا تھا۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور مخلص جماعت ہیں۔ ہمیں سچائی کے اس پیغام کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے؟ اس کے لئے سب سے اہم اور ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنی روز مرّہ کی زندگی میں اس کی اعلیٰ مثالیں قائم کریں۔ اس سچائی کا ایسے ہی مظاہرہ کرنا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ ہمیشہ سچائی پر چلنا ہمارا سب سے اہم مشن ہونا چاہیے ویسے ہی جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کر کے دکھایا۔ ہم نے خود کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نمونہ میں خود کو رنگ لینا ہے۔ ہم خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اور سچے اخلاق میں ڈھال کر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس مشن کو پورا کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو کامیابی کے ساتھ پوری دنیا میں پھیلا سکتے ہیں۔

ہماری کوششیں اور ہماری باتیں صرف اسی وقت بابرکت ثابت ہوں گی جب ہم ہر موقع اور ہر سطح پر سچائی کو اختیار کریں گے جب ہم اپنی زندگیوں کے ہر لمحہ اور ہر حالت میں سچائی کو اختیار کریں گے۔

میری آپ کو یہ بھی نصیحت ہے کہ ہمیشہ خلافت کے بابرکت نظام سے اخلاص کے ساتھ جڑے رہیں۔ آج اسلام کا دوبارہ زندہ ہونا صرف اور صرف نظام خلافت سے ہی ممکن ہے اس لئے آپ اس مقدس نعمت کے قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آئندہ نسلیں بھی اس بابرکت نعمت کے ساتھ جڑی رہیں اور خلافت احمدیہ کی حفاظت کرتی چلی جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جلسہ میں شرکت کرتے ہوئے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن پُر درد دعاؤں کے بھی وارث بنیں گے جو آپؑ نے خاص طور پر اُن لوگوں کے حق میں کی ہیں جو اس جلسہ میں شامل ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اس طرح ہیں:

''بالآخر مَیں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہمّ و غم دُور فرماوے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اُس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین''۔

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء)

خدا کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعائیں آپ سب کے ساتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نئی روح اور ایمان اور تقویٰ عطا فرمائے۔ آپ کو نئے جوش اور ولولے کے ساتھ آگے بڑھنے اور جماعت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ نئی روح کے ساتھ اسلام اور انسانیت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا خاص فضل اور رحم فرمائے۔

آپ کا مخلص

مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس)''

945

اس کے بعد امیر صاحب نے حاضرین جلسہ کو مرکزی نمائندہ مکرم و محترم مولانا صدیق احمد منور صاحب کا تعارف کروایا اور اُنہیں افتتاحی خطاب کی درخواست کی۔ مولانا صاحب نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دنیا میں اصلاح خلق اور ان کی تعلیم و تربیت کے لئے آتے ہیں۔ اور ان میں ایک نظام قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو نظام قائم فرمایا جلسہ سالانہ اس کی ایک شاخ ہے۔ پس آپ سب اس جلسہ کو بڑے غور سے سنیں اور جو باتیں بیان کی جائیں انہیں یاد رکھیں اسی طرح دوسری ذمہ داریاں جیسے چندہ ہے۔ اسی طرح نظام وصیت ہے ان سب میں پورے جوش کے ساتھ شامل ہوں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے والے بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے جوش اور درد کے ساتھ ان لوگوں کے لئے دعا کی ہے جو اس جلسہ میں شامل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان دعاؤں کا وارث بنائے۔

Guest attending jalsa

اس اجلاس کی دوسری تقریر نیشنل سیکرٹری تربیت مکرم معیز سوقیا صاحب نے بعنوان 'معاشرتی برائیوں سے کس طرح خود کو اور اپنے بچوں کو محفوظ رکھا جائے' کی۔ اس تقریر کے اختتام پر تمام حاضرین جلسہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست خطبہ جمعہ سنا اور دیکھا۔ مکرم امین جواھر صاحب نے خطبہ کا براہِ راست کریول زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ شام تین بجے حضور ِانور کا خطبہ جمعہ مکمل ہونے کے ساتھ ہی جلسہ کے پہلے روز کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرا روز

جلسہ کے دوسرے روز کا آغاز اجتماعی نماز تہجد سے ہوا۔ بعد نماز فجر مکرم فواد لال بہاری صاحب نے سورۃ التوبہ سے درس قرآن دیا جس کے بعد احباب جماعت نے اجتماعی ناشتہ میں شرکت کی۔

دوسرے روز کا پہلا اجلاس

جلسہ کے دوسرے روز کا پہلا اجلاس مکرم حسن رمضان صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم شوکت حسینی صاحب نے تلاوت کی جس کا مقامی زبان میں ترجمہ مکرم نذیر کریم بخش صاحب نے پیش کیا۔ نظم مکرم کلیم سدھن صاحب نے ترنم سے پڑھی جس کے بعد پہلی تقریر مکرم شاہد قدیر صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''خلافت کا انعام اور ہماری ذمہ داریاں''۔

اجلاس کی دوسری تقریر ''اس سے زیادہ بات میں کون بہتر ہو سکتا ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے'' کے عنوان پر مکرم مولانا مظفر سدھن صاحب نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں تبلیغ کی اہمیت پر قرآن و حدیث اور جماعتی لٹریچر سے حوالہ جات پیش کرتے ہوئے احباب جماعت کو اس جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف زور دیا۔ اس کے بعد مکرم نور الدین جمن صاحب نے نظم ''تیری محبت میں میرے پیارے'' ترنم سے پڑھ کر سنائی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر'' جماعت

احمدیہ کے حق میں نصرت خداوندی کے واقعات'' کے عنوان سے خاکسار (بشارت نوید) نے کی جس میں مختلف لوگوں کے واقعات جنہیں احمدیت کی طرف اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعہ رہنمائی کی کے واقعات بیان کئے۔اس کے ساتھ ہی دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرا اجلاس

نمازِ ظہر اور عصر کی ادائیگی کے بعد مکرم شمس وارث علی صاحب کی صدارت میں دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت کریم سے ہوا جو مکرم جمیل تیجو صاحب نے کی۔نظم مکرم مہدی جمال احمد صاحب نے ترنم سے پڑھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر'' آج کے دور میں احمدی عورت کا کردار'' کے موضوع پر صدر مجلس انصاراللہ ماریشس مکرم صاحب مختار دین تیجو صاحب نے کی۔ جس میں آپ نے حضور انور کے لجنہ سے خطابات سے اقتباسات پیش کئے۔اس کے بعد مکرم مبارک بدھن صاحب نے'' سورۃ التوبہ کی آیت 128 میں بیان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ اعلیٰ اخلاق'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس اجلاس کے آخر پر مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب نے تقریر کی جس میں آپ نے سورۃ آل عمران کی آیات 103 تا 105 کی تلاوت کی اوران آیات کی روشنی میں تقویٰ اور نظام جماعت کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت کا ذکر بھی کیا۔احباب جماعت کو چندہ جات میں باقاعدگی اور نظام وصیت میں شمولیت کی طرف توجہ دلائی۔اس تقریر کے ساتھ ہی اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

خصوصی اجلاس

ساڑھے تین بجے شام غیر از جماعت مہمانوں کے لئے خصوصی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت مکرم رضاء بخت صاحب نے کی اور نظم مکرم سید بدھن صاحب نے پڑھی۔ پھر جماعت ماریشس کے نیشنل سیکرٹری امور خارجہ مکرم مبارک بدھن صاحب نے مہمانوں کا تعارف کروایا اور مکرم امیر صاحب نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مختصر خطاب میں کسی بھی معاشرے میں مذہب اور حکومت کے کردار کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ ایک حکومت اپنے شہریوں کو اچھا ماحول، رہنے کی جگہ اور کھانے کو تو دے سکتی ہے لیکن کس طرح لوگ جھوٹ نہ بولیں، ایک دوسرے کی عزت کریں، ایک دوسرے کا خیال رکھیں یہ صرف اور صرف مذہب ہی ہے جو کسی انسان میں یہ خوبیاں پیدا کرسکتا ہے۔مکرم امیر صاحب نے جلسہ میں شرکت کرنے پر حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔صدر مملکت ماریشس اور ایک بڑی تعداد میں حکومت اور اپوزیشن کے ممبر آف پارلیمنٹ اور دوسرے اہم مذہبی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔

امسال اس اجلاس میں مندرجہ ذیل غیر از جماعت مہمانوں نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا اور جماعت احمدیہ کے کاموں کو سراہا۔ جماعت احمدیہ کے

919

ساتھ اپنے سماجی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے خوشی اور فخر کا اظہار کیا:

(1) The President of The Republic of Mauritius Sir Aneerood Jugnauth.

(2) Mr Jim Seetaram Minister of Business & Co-operative society.

(3) Mr Rajesh Jeetah Minister of Tertiary Education.

(4) Mr Kaviraj Ramano Member of National Assembly Representative of opposition party.

صدر مملکت نے اپنے خطاب میں کہا کہ مَیں جماعت کو اس 50 ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ میں اس اصول کو بہت پسند کرتا ہوں کہ آپ دوسرے مذاہب اور معاشرے کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں ۔آپ کو ایسی جماعت کے ممبر ہونے پر فخر کرنا چاہیے جو بااصول ہے اور سب کے ساتھ مل جل کر رہتی ہے۔

اس موقع پر مکرم اظہر بھنوں صاحب نیشنل سیکرٹری زراعت کی تصنیف کردہ کتاب'' علاج بذریعہ شہد اور زیتون'' کی تقریب رونمائی بھی عمل میں آئی۔

مرکزی نمائندہ مکرم ومحترم مولانا محمد صدیق منور صاحب نے اس اجلاس کے آخر پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مذہب کا بنیادی مقصد لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانا اُنہیں اکٹھا کرنا اور تعلیم دینا ہے۔سب انبیاء نے لوگوں کو ایک خدا کی طرف بُلایا ہے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں امن محبت اور بھائی چارے کی تعلیم لائے۔ اسلام میں فساد اور نفرت کی کوئی جگہ نہیں۔ ماریشس ایک چھوٹا سا ملک ہے لیکن اپنے خوبصورت ماحول کی وجہ سے دنیا میں دُور دُور تک جانا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ بھی دنیا میں ماریشس کو شہرت مل رہی ہے۔اس اجلاس کے آخر پر آپ نے دعا کروائی جس کے بعد مہمانوں کو چائے پیش کی گئی۔

تیسرا دن

18/ستمبر 2011ء بروز اتوار جلسہ کے تیسرے اور آخری روز کا آغاز بھی مسجد دارالسلام روز ہل میں باجماعت نمازِ تہجد اور نمازِ فجر سے ہوا جس کے بعد محترم محمد امین صاحب نے سورۃ المومنون کی پہلی چند آیات کا درس دیا۔

اختتامی اجلاس

صبح 9 بجکر 30 منٹ پر جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز مرکزی نمائندہ مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فضل دین جولفو صاحب نے کی جس کا مقامی زبان میں ترجمہ مکرم فضل سنساری صاحب نے پیش کیا۔نظم مکرم فیض زید علی صاحب نے ترنم سے پڑھی بعد ازیں کموروز جزائر کی جماعت سے تشریف لائے نمائندہ مکرم سعید اٹمن صاحب نے اپنی جماعت کی طرف سے پیغام پڑھ کر سنایا۔اسی طرح مڈغاسکر سے تشریف لائے مقامی معلم مکرم امام زبیر صاحب نے بھی اپنے ملک کی طرف سے پیغام پڑھا۔اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب نے'' نیکی اور بدی کے درمیان جنگ'' کے موضوع پر کی ۔آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ دنیا کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیشہ سے توحید کے پیروکاروں اور وہ جو شیطان کے پیچھے چلتے ہیں اور فتنہ اور فساد بپا کرتے ہیں کے درمیان ایک مسلسل جنگ جاری ہے جو حضرت آدم سے لے کر آج تک جاری ہے۔مقرر نے قرآنی آیات سے فساد پیدا کرنے والوں کے حالات اور ان کی نشانیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد امیر صاحب ماریشس مکرم موسیٰ تیجو صاحب نے حاضرین جلسہ سے خطاب کیا۔آپ کی تقریر کا عنوان تھا'' اسلام اور انسانی حقوق''۔آپ نے اپنی تقریر میں قرآنی آیات کے حوالوں سے واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں ایک نظام عدل قائم کیا ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ اس عدل کے نظام کو خراب نہیں کرنا۔اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو نہ صرف عدل بلکہ اس سے بڑھ کر احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کی تعلیم دی ہے۔مکرم ومحترم امیر صاحب نے یہ بھی ذکر کیا کہ جماعت ماضی میں کن کن مشکلات سے گزر کر آج یہاں پہنچی ہے اور اللہ کے فضل سے ہر روز ترقی کی طرف گامزن ہے۔ اور آج جماعت کو جو خطرات درپیش ہیں اُن سے آگاہی بخشی ۔آخر پر مکرم امیر صاحب نے شکریہ ادا کیا خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے ازراہ شفقت اس جلسہ لئے پیغام بھی بھجوایا اور شرکت کے لئے مرکزی نمائندہ مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب کو بھیجا۔اس طرح جلسہ میں ڈیوٹی دینے والے تمام کارکنان اور تمام مہمانوں کا جو دوسرے ملکوں سے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور اس جلسہ کو رونق بخشی کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے نوجوانوں کو ایوارڈ اور اسناد پیش گئیں۔

گیارہ بجکر بیس منٹ پر مرکزی نمائندہ مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب نے حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب کرتے ہوئے جماعت کے ساتھ دن بدن مضبوط تعلق قائم کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت چھوڑ کر کہیں کوئی امن کی جگہ نہیں۔ اگر ہم دل سے پورے یقین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو سچا جانتے ہیں تو پھر ہم کس طرح سچائی سے دُور جاسکتے ہیں۔ہمیں اپنی نمازوں کی طرف خاص توجہ دینی ہوگی۔ایسی نمازیں جو ہمیں خدا سے ملادیں اور ہر احمدی کا خدا تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا ہوجائے ۔ہر احمدی نہ صرف فرض نمازیں بلکہ نوافل کی طرف اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کی طرف بھی توجہ دے۔ ہمیشہ اپنی دعاؤں میں جماعت کے سب بھائیوں کو جو مختلف مسائل میں گرفتار ہیں یاد رکھیں ۔اس طرح ہم سب کو چاہئے کہ ہمیشہ حضور انور کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔آخر پر آپ نے دعا کروائی جس کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

الحمدللہ اس جلسہ میں اڑہائی ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ جماعت ماریشس کی ویب سائٹ پر ویب سٹریم کے ذریعہ بھی دنیا بھر میں یہ جلسہ براہ راست دیکھا اور سنا گیا۔ دنیا بھر میں بسنے والے ماریشین احمدی مرد وزن نے اس جلسہ کو اس سہولت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بڑی دلچسپی سے دیکھا اور سنا اور اپنے پیغامات بھجوائے ۔ملکی ٹی وی اور اخبارات نے اس جلسہ کو بھرپور کوریج دی۔

جلسہ کے اختتام پر کارکنان نے بڑی مستعدی اور محنت کے ساتھ جلسہ کے انتظامات کو سمیٹا۔دعا ہے اللہ سب کی خدمت اور محنت قبول فرمائے، ہمیشہ اسی لگن اور محنت کے ساتھ جلسوں کے انعقاد کی توفیق دیتا رہے اور اس کے ذریعہ ہمارے ایمانوں کو تقویت عطا فرمائے۔(آمین)

بقیہ: امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء
وفاقی شرعی عدالت میں از صفحہ نمبر 2

یوسف سہیل شوق صاحب اور شعبہ زودنویسی کی طرف سے یوسف سلیم صاحب نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ روزانہ رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بذریعہ فیکس بھجوا دی جاتی تھی۔ آئندہ صفحات میں جہاں کوئی بات مکالمہ کے رنگ میں نظر آئے وہ ان حضرات کی تیار کردہ رپورٹ سے لی گئی ہے۔

حوالے پہلے سے تیار ہوتے تھے۔ ان کی پانچ پانچ فوٹوسٹیٹ نقول ججوں کو مہیا کرنے کے لئے تیار کر کے رکھ لی جاتی تھیں۔ حوالوں کو ترتیب دے دی جاتی تھی۔ عدالت میں یہ عالم تھا کہ مَیں اپنی بحث روکے بغیر روانی سے بحث جاری رکھتا تھا اور صرف ہاتھ بڑھا دیتا تھا۔ حافظ مظفر صاحب متعلقہ کتاب میرے ہاتھ میں پکڑا دیتے تھے اور کوئی نوجوان حوالے کی پانچ نقول متعلقہ عدالت کے افسر کے حوالے کر دیتے تھے اور فوٹوسٹیٹ ہر جج کے سامنے پہنچ جاتی تھی۔ ہمارا قائم کردہ یہ طریق اتنا مؤثر تھا کہ عدالت نے بعد میں فریق مخالف سے بھی ایسی توقع کی مگر کسی کی طرف سے بھی اس انداز میں معاونت پیش نہ کی جاسکی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے عدالت پر بھی اچھا اثر تھا۔ ہمارا ٹیم ورک خدا کے فضل سے ایسا تھا کہ اپنوں اور غیروں نے اس کی داد دی۔ ایک نظام کے تحت ٹیم ورک کے نتیجہ میں تائیدِ الٰہی کا یہ کرشمہ بھی ہم نے دیکھا کہ بھری عدالت میں بار بار اس امر کا اظہار کیا گیا کہ ہماری ٹیم بہت مضبوط ہے۔ (الحمد للّٰہ علیٰ ذالک) عدالت کا یہ تأثر دور ونزدیک تک پہنچا۔ ان دنوں جسٹس گل زرین کیانی لاہور میں جج تھے۔ راولپنڈی بار سے ان کا تعلق تھا اور یوں میرے ساتھ پیشہ ورانہ تعارف اور شناسائی تھی۔ ایک روز مجھے ان کا پیغام ملا کہ وقفے کے دوران میں اُن سے ملوں۔ یہ بات خلافِ معمول تھی۔ بہرحال مَیں وقفے کے دوران ان کے Chamber میں حاضر ہوگیا۔ بڑے تپاک سے ملے اور کہا کہ چائے کے وقفے کے دوران جب جج صاحبان اکٹھے ہوتے ہیں تو شریعت کورٹ کے جج صاحبان تمہاری بحث کا بہت اچھے رنگ میں ذکر کرتے ہیں جس سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ مَیں نے چاہا کہ یہ بات تم تک پہنچادوں۔ کچھ اس طرح کا اظہار بھی کیا کہ راولپنڈی بار سے تمہارے تعلق کی وجہ سے میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ مَیں نے شکریہ ادا کیا اور یہ سوچتا ہوا چلا آیا کہ مَیں ذاتی طور پر تو اس تعریف کا مستحق نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کی تائید و نُصرت نے ایک ایسا خوشگوار اثر اور رُعب پیدا کر رکھا تھا جس میں میرا کوئی دخل نہ تھا۔

ڈاکٹر انوار اللہ ایک دیوبندی عالم اور اسلامیات میں پی ایچ ڈی تھے۔ یہ اسلامی یونیورسٹی میں پروفیسر بھی تھے اور وفاقی شرعی عدالت میں بطور عدالت کے معاون فرائض انجام دے رہے تھے۔ عدالت کے لئے حوالہ جات اور نظائر تلاش کرنا اور تحقیق و جستجو ان کا کام تھا۔ وہ بھی ہمارے طریقِ کار، ہماری تحقیق اور ہمارے اندازِ استدلال سے خاص طور پر متاثر ہوئے۔

مقدمہ کی سماعت ختم ہو جانے کے ایک عرصہ بعد مَیں اسلام آباد بار روم میں بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان وکیل میرے پاس آئے اور اپنا تعارف کروانے کے بعد کہنے لگا کہ مَیں آپ کا شاگرد ہوں۔ مَیں نے کہا کہ کہاں پڑھتے رہے ہیں آپ! تو کہنے لگے کہ مَیں نے اسلامی یونیورسٹی سے قانون کا امتحان پاس کیا ہے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ مَیں نے تو کبھی اسلامی یونیورسٹی میں پڑھایا نہیں۔ تو اس نوجوان نے بتایا کہ ڈاکٹر انوار اللہ نے آپ کی شریعت کورٹ میں بحث کے ٹیپ ریکارڈ ایک مثالی اندازِ بحث کے طور پر کلاس روم میں سنوائے تھے کہ جب کوئی مسئلہ عدالت میں پیش کیا جائے تو اس کا طریق یہ ہونا چاہئے جو آپ نے پیش کیا۔

اس بھرپور کوشش کو عدالت میں پیش کرنے کی سعادت اس خاکسار کے حصہ میں آئی۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اگرچہ مقدمہ پیش کرنے کے لئے راقم الحروف پر اعتماد کیا گیا تھا مگر راقم الحروف کو ایک پوری ٹیم کی راہنمائی اور تعاون حاصل تھا......

عدالت میں سماعت

جس روز بحث کا آغاز ہوا خاکسار نے عدالتی معمولات سے ہٹ کر اپنی بحث کا آغاز تشہد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسنون خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

سے کیا۔ کمرۂ عدالت مولویوں اور مدرسہ کے طالب علموں سے بھرا ہوا تھا۔ اور یہ ایک عجیب تصرف ہی تھا کہ مَیں نے یہ غیر معمولی طریق اختیار کیا۔ یہ گویا پہلا اعلان تھا کہ ہم کلمۂ شہادت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑنے والے نہیں۔ مدرسہ کے طالب علم یہ سوچتے تو ہوں گے کہ یہ کیسا غیر مسلم ہے جو اپنی گفتگو کا آغاز مسنون خطبہ سے کرتا ہے۔

سماعت کے پہلے ہی روز ہم نے بحث کا آغاز کرنے سے پہلے عدالت سے یہ درخواست کی کہ اگر ہماری درخواست کا کوئی جواب حکومت کی طرف سے داخل کیا گیا ہو تو اس کی نقل مہیا کی جائے۔ سرکاری وکیل سے استفسار کے بعد عدالت نے بتایا کہ کوئی جواب داخل نہیں کروایا گیا۔ اس کے بعد عدالت سے یہ درخواست کی گئی کہ آرڈیننس جاری کرنے سے پہلے اخباری اطلاعات کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل سے رپورٹ طلب کی گئی تھی اس رپورٹ کی نقل ہمیں مہیا کی جائے۔ بحث کے دوران بعد میں ایک مرحلہ پر اس رپورٹ کا ذکر ہوا اور وہ عدالت کے سامنے پیش کی گئی۔ چیف جسٹس نے اس رپورٹ کے بعض حصے پڑھ کر سنائے جو آرڈیننس کی تائید میں تھے جس پر ہم نے یہ درخواست کی کہ اس کی ایک نقل ہمیں مہیا کی جائے۔ جس پر یہ مکالمہ ہوا۔

چیف جسٹس: نقل کی ضرورت نہیں انہوں نے جو بھی صحیح یا غلط مشورہ دیا ہے ہم اس کے پابند نہیں۔

مجیب الرحمٰن: اسلامک آئیڈیالوجی کونسل والوں نے بھی کوئی وجہ جواز ان قوانین کی بیان نہیں کی۔

چیف جسٹس: اسلامک ایڈیالوجی کونسل وجوہات بھی کم بیان کرتی ہے۔ اس پر عدالت میں ایک قہقہہ بلند ہوا۔

حاجی غیاث محمد وکیل سرکار: وہ اپنے آپ کو Above Reason سمجھتی ہے۔

چیف جسٹس: اگر انہوں نے کوئی وجہ دی بھی ہوتی تو ہم پر وہ Binding نہ ہوتی۔ اصل زیر بحث تو قانون ہے۔

یہ بات عدالت میں ہی واضح ہوگئی کہ اسلامی نظریاتی کونسل نہ تو اپنی سفارشات کی تائید میں کوئی وجہ یا دلیل بیان کرنے کی عادی ہے بلکہ سرکاری وکیل کے نقطہ نظر سے وہ اپنے آپ کو دلیل سے بالا تصور کرتی ہے۔ عدالت نے اس مرحلہ پر یہ تو کہا کہ ہم نظریاتی کونسل کی سفارشات کے پابند نہیں اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جو بھی سفارش تھی اس کی کوئی دلیل یا وجہ بیان نہیں کی گئی۔ بایں ہمہ جب عدالت کا فیصلہ سامنے آیا تو عدالت نے بھی قانون کو تو جائز قرار دے دیا مگر قرآن وسنت سے اس کی کوئی دلیل بیان نہ کی۔

پہلے دن کی کارروائی میں ہم نے دوسری درخواست یہ کی کہ ہمیں کارروائی ٹیپ ریکارڈ کرنے کی اجازت دی جائے مگر عدالت نے کہا کہ ٹیپ ریکارڈ عدالت خود کرے گی اور ہمیں ٹیپ ریکارڈ کرنے کی اجازت نہیں۔ دوسرے یا تیسرے دن کا ذکر ہے کہ خاکسار نے عدالت کو توجہ دلائی کہ عدالت کی کارروائی اخبارات میں شائع نہیں ہو رہی اور وہ روک دی گئی ہے اور یوں ہمارا نقطہ نظر عوام الناس تک نہیں پہنچ رہا۔ عدالت کا جواب یہ تھا کہ فیصلہ ہم نے کرنا ہے عوام نے نہیں۔ چنانچہ عدالت کی کارروائی شائع ہونے سے روک دی گئی۔

یہ ایک رویہ بن گیا ہے کہ جماعت کے خلاف کارروائی میں تأثر تو یہ دیا جائے کہ جماعت کو پورا موقع دیا گیا مگر کارروائی یکطرفہ طور پر کر دی جائے۔ یہی کچھ شرعی عدالت میں ہوا۔ جو ہم نے کہا، جو دلائل ہم نے دیئے، جو حوالے ہم نے دیئے ان سے جو استنباط کئے وہ تو عوام کے سامنے نہ آئے۔ عدالت کی طرف سے قرآن وسنت سے کوئی دلیل نہ دی گئی اور یکطرفہ طور پر جماعت کے خلاف زہریلا مواد عدالت کے فیصلہ میں داخل کر دیا گیا۔

عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرنے میں بحث کرتے ہوئے خاکسار نے تین حصار قائم کئے اور گزارش کی کہ ساری بحث ان حدود کے اندر ہوگی۔ ہم بھی اس کی پابندی کریں گے اور عدالت بھی اس کی پابند ہے۔

پہلا حصار ہم نے یہ قائم کیا کہ شروع ہی میں یہ بات عدالت پر واضح کر دی کہ ہم آئینی ترمیم کو زیرِ بحث نہیں لانا چاہتے۔ یہ عدالت آئینی ترمیم کو کالعدم قرار دینے کی مجاز نہیں ہے۔ ہم بھی اس بات کو زیرِ بحث نہیں لائیں گے۔ ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ آئینی ترمیم کے علی الرغم، میرا مذہب کچھ بھی ہو، آرڈیننس کی عائد کردہ پابندیوں کا جائزہ قرآن وسنت کی روشنی میں لیا جانا چاہئے۔ اور جو درخواست داخل کی گئی ہے اسے ہم ایک مذہبی فریضہ کے طور پر ملک وملّت کی خیرخواہی کے جذبہ سے ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ جو قانون قرآن و سنت کے منافی ہو اسے ملکی قانون کا حصہ نہیں ہونا چاہئے اور کالعدم قرار دیدیا جانا چاہئے تاکہ قوم کسی معصیت کا شکار ہونے سے بچ جائے اور قرآن وسنت کے خلاف تعزیری قوانین نافذ کرنے کے وبال سے بچ جائے۔ اس بات کا بھی اظہار کیا کہ تعزیری قوانین اگر قرآن وسنت سے متصادم ہوں تو قوم ایک بہت بڑے انتشار کا شکار ہوسکتی ہے کیونکہ قرآن وسنت کے خلاف احکام کی اطاعت لازم نہیں۔

دوسرا حصار یہ قائم کیا کہ قوانین کو جائز ٹھہرانے کے لئے صرف قرآن وسنت ہی پر انحصار کیا جائے گا اور کوئی قیاس، استدلال، استنباط یا فقہ کسوٹی کے طور پر بنیاد نہیں ٹھہرے گا۔ اور ہم نے عدالت میں یہ بڑی تحدی کے ساتھ کہا کہ فیصلہ صرف قرآن اور سنت پر ہوگا۔ قرآن اور سنت سے براہِ راست استفادہ کیا جائے گا۔ اس کے لئے کتب تفاسیر اور آئمہ سلف سے مدد ضرور لی جائے گی۔ مگر فیصلہ صرف قرآن پر ہوگا۔ کسی فقہ کی تقلید بنیاد نہیں ٹھہرے گی۔ اور ہم نے یہ بحث کی کہ یہ صرف ہمارا نقطۂ نظر نہیں بلکہ خود آئین کے آرٹیکل D-203 سے یہ بات واضح ہے کہ صرف قرآن اور سنت ہی قوانین کے جواز یا بطلان کا معیار ٹھہریں گے۔

ہم نے عدالت سے یہ کہا کہ آئین نے آپ کو قرآن اور سنت کا پابند کر کے ہر دوسرے کی تقلید سے آزاد کر دیا ہے اور یوں ایک پہلو سے عدالت کا اختیار محدود ہوگیا ہے کیونکہ وہ قرآن وسنت سے باہر نہیں جاسکتی۔ دوسرے پہلو سے اس کے اختیارات میں بے پناہ وسعت پیدا کر دی گئی ہے کیونکہ اسے ہر تقلید سے آزاد کر دیا گیا ہے۔

تیسرا حصار ہم نے یہ قائم کیا کہ جب فیصلے کی بنیاد صرف قرآن وسنت ہے تو یہ بات بھی طے ہو جانی چاہئے کہ قرآنی احکام کو سمجھنے کے اصول کیا ہونگے۔ اس بارہ میں ہم نے عدالت کے سامنے چند اصول بیان کئے۔ یہ اصول کم وبیش تمام متقدمین اور متأخرین میں متفق علیہ ہیں۔ ہم نے اپنی بحث میں جو اصول عدالت کے سامنے پیش کئے وہ یہ تھے:

قرآن فہمی کا اولین اصول تو یہ ہے کہ قرآنی

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

احکام کی تفسیر قرآن ہی سے حاصل کی جائے اور کیونکہ قرآن کریم نے کوئی اہم مضمون محض سرسری طور پر بیان کرکے نہیں چھوڑ دیا بلکہ تمام مضامین کو مختلف پیرائے میں پھیر پھیر کر بیان کیا ہے اور تصریفِ آیات کے ذریعہ ذہن نشین کروایا ہے۔ کہیں ایک مضمون اجمالاً بیان ہوا ہے تو دوسری جگہ تفصیلاً بیان فرمادیا ہے۔

دوسرا اصول قرآن فہمی کا یہ ہے کہ آیات قرآنی کی شانِ نزول بھی آیات کا مفہوم سمجھنے میں ممد ہوسکتا ہے۔ سببِ نزول کی معرفت سے آیات کے معانی سمجھنے میں الجھن نہیں پڑتی اور نصوصِ قرآنی میں اعتبار، الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے سبب کے خاص ہونے کا نہیں۔

اگر قرآن سے روشنی نہ ملے تو سنت کو دیکھیں اور سنت بھی خاموش ہو تو اقوالِ صحابہؓ سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ چنانچہ ہم نے قرآنِ حکیم کو سمجھنے کے لئے پانچ بنیادی اصول عدالت کے سامنے رکھے:۔

نمبر1۔ تفسیر القرآن بالقرآن

نمبر2۔ آیات کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور سنتِ تواتر

نمبر3۔ صحابۂ رُسولؐ کے اقوال

نمبر4۔ لغتِ عرب کی طرف رجوع

نمبر5۔ تفسیر بتقاضۂ کلام

کسی امر میں یا کسی قرآنی حکم کے بارہ میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تفسیر یا تشریح مل جائے تو پھر کسی اور قول کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی واضح قول نہ ملے تو حضورؐ کے بعد صحابۂ رسولؐ کے اقوال معتبر ٹھہریں گے۔ یعنی قرآن کو صاحبِ قرآن سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا کیونکہ قرآن آپؐ پر نازل ہوا تھا اور آپ کو اس کی حکمتیں سمجھائی گئی تھیں اور آپؐ کے صحابہؓ نے براہِ راست وہ حکمتیں آپؐ سے حاصل کیں۔

یہ بنیادیں قائم کرنے کے بعد ہم نے اپنی اصل بحث کا آغاز کیا اور اس میں پھر بعض بنیادی امور کی طرف عدالت کی توجہ مبذول کروائی۔ مسجد، اذان، القاب اور تبلیغ وغیرہ پر پابندی کے بارہ میں آرڈیننس کا شق وار جائزہ لینے سے پہلے ہم نے یہ بات بھی عدالت پر واضح کی کہ کسی قانون کا جائزہ لیتے وقت متعلقہ نصوص اور آیات کے ساتھ ساتھ اسلام کے عام شرعی اصولوں اور روحِ اسلام سے ہم آہنگ ہونے کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔ یعنی یہ دیکھنا ہوگا کہ متعلقہ امر زیرِ غور کے بارہ میں قرآن کی عام تعلیم اور اصول کیا ہے۔ ہم نے یہ بحث بھی اٹھائی کہ کوئی بھی اولی الامر یا اقتدارِ وقت جب وقتی تقاضوں کے تحت کوئی قانون وضع کرنا چاہے، تو ان امور میں قانون سازی کرسکتا ہے جن میں شریعت نے خاموشی اختیار کی ہو۔ مگر کسی اقتدارِ وقت کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ حلّت و حرمت کی نئی قدریں قائم کرے یا قرآن کی بیان کردہ کسی نیکی کو بدی قرار دے دے، یا بدی کو نیکی ٹھہرائے۔

حُرّیتِ فکر

حُرّیتِ فکر کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کی روح کا جائزہ لیا اور اس بارہ میں متعدد قرآنی آیات سے مضمون واضح کیا کہ مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر اسلام نے روا نہیں رکھا۔ اس ضمن میں سورۃ یونس کی آیت نمبر 99 پیش کی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا اور قرآنی آیات سے واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو اور ہی مخلوق بنادیتا اس طرح سے کہ وہ نیکی اور بدی سے بے نیاز ہوجاتے۔ مگر مشیت ایزدی نے ایسا نہیں چاہا بلکہ انسان کو خیروشر کی پہچان کروائی اور پھر اسے آزاد چھوڑ دیا اور خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس بات کا مکلّف نہیں ٹھہرایا کہ وہ لوگوں کے دلوں میں ایمان داخل کریں اور انسان کا شرف ہی اس کی یہ آزادی ہے۔ اس بارہ میں ہم نے جملہ آیات کی تفاسیر اور ان کی آراء بھی عدالت کے سامنے پیش کیں۔ قرآن شریف کی آیت لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کی شانِ نزول سے بھی ہم نے استدلال کیا کہ جب مدینہ کے مسلمانوں کو قوت حاصل ہوئی اور بنونضیر کی جلاوطنی کے وقت مسلمانوں کے دل میں یہ معمولی سا خیال پیدا ہوا کہ وہ اپنے بچوں کو جبراً بنونضیر سے واپس لے لیں تو لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کی آیت نازل ہوئی۔ ہم نے اِکْراہ کے مضمون کو بھی بڑی شرح وبسط کے ساتھ عدالت میں پیش کیا کہ محض دھمکی دینا بھی اِکْراہ میں شامل ہے اور کسی سے اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کروانا بھی اِکْراہ میں شامل ہے۔ مذہب کی آزادی انسان کا بنیادی حق ہے اور جو شخص یہ حق چھینتا ہے وہ گویا اس کی انسانیت چھینتا ہے۔ صحاح ستہ اور مختلف حوالوں سے ہم نے عدالت پر یہ واضح کیا کہ اگر غور کیا جائے تو مذہبی آزادی کے چار پہلو ہیں:۔

1۔ کسی کو مذہب میں داخل کرنے کے لئے جبر نہ کیا جائے۔

2۔ اگر کوئی داخل ہونا چاہے تو اسے جبراً روکا نہ جائے۔

3۔ اگر کوئی مذہب پر رہنا چاہے تو اسے جبراً روکا نہ جائے۔

4۔ جو مذہب میں رہنا نہ چاہے تو اسے جبراً روکا نہ جائے۔

اس کے بعد آرڈیننس کی عائد کردہ پابندیوں پر شق وار بحث کی جس کا خلاصہ قارئین آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(باقی آئندہ)

✡✡✡✡✡✡

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ فروری 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر 2)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ سب امور مخالفت وغیرہ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور اس میں وہ اپنے بندے کا صبر دیکھتا ہے اور دکھلاتا ہے کہ دیکھو جس کو مَیں انتخاب کرتا ہوں وہ کیسے بہادر ہیں کیونکہ جھوٹے کے لیے پانچ چھ دشمن ہی کافی ہوتے ہیں لیکن ان کے مقابلہ پر ایک دنیا دشمن ہوتی ہے اور پھر یہ غالب آتے ہیں ...... جھوٹے کی استقامت کچھ نہیں ہوتی لیکن خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی استقامت کا فوق الکرامت نمونہ دکھاتا ہے اور اسے دیکھ دیکھ کر لوگ تنگ آجاتے ہیں اور آخرکار بول اٹھتے ہیں کہ یہ سچوں کی استقامت ہے۔ سچائی پر اگر ہزار گردوغبار ڈالا جاوے پھر بھی وہ باہر نکل کر اپنا جلوہ دکھائے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 620 ایڈیشن 2003ء)

ایک اور احمدی کو مذہبی منافرت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا

نوابشاہ: مکرم محمد اکرم صاحب کو پاکستان میں مذہبی منافرت کی جاری مہم میں نہایت بے دردی سے شہید کردیا گیا ہے۔ آپ کا نواسا شدید زخمی ہے۔ حکومت سے ایک مرتبہ پھر احمدیوں کو سیکیورٹی فراہم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

مورخہ 29 فروری کو مرکز احمدیت ربوہ سے جاری ہونے والے پریس ریلیز کے مطابق مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب کو بعمر اسّی سال نواب شاہ میں حملہ کرکے شہید کردیا گیا ہے۔ آپ کا اٹھارہ سالہ نواسہ منیب احمد بھی اس قاتلانہ حملہ میں دشمنوں کی زد میں آگیا اور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ مکرم اکرم صاحب اپنے داماد کی دوکان سے اپنے گھر واپس جارہے تھے کہ چند نامعلوم حملہ آوروں نے آپ پر فائر کھول دیا۔ آپ موقع پر ہی اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہوکر سرخرو ہوگئے جبکہ آپ کے نواسے کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال منتقل کردیا گیا۔

مکرم محمد اکرم صاحب آسٹریلیا میں آباد تھے اور اپنی بیٹی اور داماد سے ملنے پاکستان آئے ہوئے تھے اور دشمنان احمدیت کا نشانہ بن گئے۔ آپ کی نہ تو کسی سے کوئی دشمنی تھی اور نہ ہی آپ کسی لڑائی جھگڑے میں شامل تھے۔

اس سفّاکانہ اور بہیمانہ واقعہ قتل کے پیچھے صرف اور صرف آپ کا قبول احمدیت ہے۔ مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب نوابشاہ کے امیر ضلع کو بھی ایسے ہی حملہ میں شہید کیا گیا تھا۔ لیکن تب بھی قانون نافذ کرنے والے اداروں کے کان پر جُوں بھی نہ رینگی تھی۔ عوام کے ٹیکس سے بھاری تنخواہیں پانے والوں نے نہ تو مکرم سیٹھ یوسف صاحب کے قاتلوں کا سراغ لگانے کی کوئی سنجیدہ کوشش کی تھی اور نہ ہی احمدیوں کو حفاظت دینے کا کوئی اقدام کیا تھا۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ ’’احمدیوں کی ایسی ٹارگٹ کلنگ پاکستان میں عام ہوتی جارہی ہے اور المیہ یہ ہے کہ پاکستان کی پولیس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے احمدیوں کو حفاظت فراہم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہوچکے ہیں۔‘‘ مکرم سلیم الدین صاحب نے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ اس سفاکانہ قتل کی واردات کے تمام کرداروں کو جلد از جلد گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔ دراصل احمدیوں کے خلاف مذہب کو بنیاد بنا کر پوری تیاری کرکے حملے کئے جارہے ہیں اور ایسی وارداتیں جہاں احمدیوں کو شدید نقصان پہنچارہی ہیں وہاں اسلام اور پاکستان کیلئے بھی شدید بدنامی کا موجب ہیں۔ کتنی بدنصیبی ہے کہ تمام ذرائع ابلاغ کو احمدیوں کے خلاف نفرت کے جذبات بھڑکانے کے لئے استعمال کیا جارہا ہے اور ملک میں جاری فرقہ وارانہ کشیدگی اور فساد کی صورت حال میں اضافہ کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

خدا جانے کہ یہ لوگ جب کسی جاہل درندے کو بندوق دے کر کسی احمدی کے قتل پر روانہ کرتے ہیں تو اس احمدی کی عمر بھی بتاتے ہیں کہ نہیں؟ شائد قاتل کو ایک 80 سالہ بوڑھے نہتے آدمی کو گولیوں سے بھوننے پر کچھ شرم آئی ہوگی۔

عقیدہ کی بنا پر ایک اور احمدی کی شہادت

کراچی، 18 جنوری: مکرم احسن کمال صاحب ابن مکرم ظفر اقبال صاحب کو بعمر تیس سال نامعلوم حملہ آورں نے مورخہ 18/جنوری کو سہ پہر ساڑھے چار بجے شہید کردیا۔

آپ ’’وارد کمپنی‘‘ کی فرنچائز میں کام میں مصروف تھے کہ حملہ آور اندر داخل ہوئے اور آپ پر دو گولیاں داغ کر چلتے بنے اور دوکان سے کچھ بھی نہ لوٹا۔ مکرم احسن کمال صاحب ایک بے ضرر انسان تھے اور آپ کا کسی سے بھی کوئی جھگڑا نہ تھا نیز آپ اپنی جماعت کے سرگرم کارکن تھے۔ آپ کے لواحقین میں والدین، ایک بھائی اور تین بہنیں ہیں۔

کئی شواہد صاف اشارہ کرتے ہیں کہ جہادی تنظیمیں اس قتل کی واردات میں ملوث ہیں لیکن پولیس اس کیس کی پیروی کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے۔ صرف ایک جان کا قتل اور وہ بھی احمدی کی جان!!! پاکستانی پولیس کو کیا پرواہ!!

مکرم کمال صاحب نے وصیت کی ہوئی تھی کہ ان کی آنکھیں عطیہ کردی جائیں جو آپ کی شہادت کے بعد مستحق مریض کے لئے نعمت ثابت ہوئیں۔ یہ ہے مرکر بھی فیض پہنچاجانا۔

احمدی خاندان پر حملہ

سعداللہ پور، منڈی بہاؤالدین۔ 3/فروری: اس دن مکرم محمد یوسف ڈھلوں صاحب کے خاندان پر حملہ ہوا لیکن بمشکل تمام سب کی زندگی محفوظ رہی۔ رات آٹھ بجے چار مسلح افراد مکرم یوسف صاحب کے گھر پہنچے۔ دروازہ کھول کر آپ کے بیٹے نے جب اسلحہ بردار دیکھے تو دوڑ لگادی اور باآواز بلند گھر والوں کو خبردار کردیا جس پر حملہ آوروں نے فائر کھول دیا۔ ایک گولی مکرم یوسف صاحب کی ہمشیرہ کے کندھے میں پیوست ہوگئی۔ یہ سفاک حملہ آور بندوقوں کے دستے مار مار کر مکرم یوسف صاحب اور آپ کی اہلیہ کو زخمی کرکے فرار ہوگئے۔

سعداللہ پور میں فرقہ وارانہ منافرت ایک مدت سے موجود ہے۔ پولیس اور مولویوں کے ہاتھوں احمدی سالہاسال سے مظالم کا نشانہ بن رہے ہیں۔ مکرم یوسف ڈھلوں صاحب مقامی احمدیہ جماعت کے ایک سرگرم ممبر ہیں نیز آپ قبل ازیں بطور سیکرٹری مال خدمات کی توفیق پاتے رہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی حکیم نور محمد صاحبؓ موکل

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13 مئی 2009ء میں حضرت مولوی حکیم نور محمد صاحبؓ موکل (یکے از 313) کا مختصر ذکر شامل اشاعت ہے۔

حضرت نور محمد صاحب (مالک نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور۔ حال ضلع قصور) ایک مخلص اور فدائی وجود تھے۔ آپ کی بیعت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ اخبار ’’البدر‘‘ کے اجراء پر آپؓ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مدیر کے نام جو خط لکھا وہ اخبار میں شائع شدہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے کتاب ’’تحفہ قیصریہ‘‘ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی، کتاب ’’سراج منیر‘‘ میں چندہ دہندگان اور ’’کتاب البریہ‘‘ میں پُرامن جماعت میں آپؓ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ پہلی خاتون امریکی وزیر کی نظر میں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 13/اگست 2009ء میں مکرم محمد ادریس صاحب ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ صدر کلنٹن کی صدارت کے دوران میڈلین البرائٹ 1993ء سے 1997ء تک اقوام متحدہ میں مستقل مندوب اور 1997ء سے 2001ء تک سیکرٹری آف سٹیٹ وزیرخارجہ رہیں۔ آپ 1937ء میں چیکوسلواکیہ کے شہر پراگ میں پیدا ہوئیں۔ تعلیم سوئٹزرلینڈ میں پائی۔ آپ کے والد یوگوسلاویہ میں چیکوسلواکیہ کے سفیر رہے جو دوسری جنگ عظیم کے دوران اپنی فیملی کے ہمراہ لندن میں پناہ گزین رہے۔ بعد میں وہ امریکی یونیورسٹی آف ڈینور (Dennor) میں سیاسیات کے شعبہ کے ڈین مقرر ہوئے۔ میڈلین البرائٹ نے بچپن میں بچوں کی ایک فلم میں بھی اداکاری کے جوہر دکھائے۔ وہ اپنی کتاب "The Mighty and Almighty" میں لکھتی ہیں کہ میری عمر دس سال ہونے تک میرے والد اقوام متحدہ کے انڈیا اور پاکستان کے متعلق کمیشن کے چیئرمین کے طور پر خدمت بجالا چکے تھے۔ اس کمیشن کو کشمیر کی صورتحال پر مفاہمت کرانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی جہاں مسلمان اکثریت میں اور ہندو اقلیت میں تھے۔ ڈینور میں مسلمان اکّادکّا ہی تھے لیکن میرے والد کے بعض سے تعلقات قائم ہوچکے تھے جن میں سے ایک سر ظفراللہ خان تھے۔ وہ پاکستان کے وزیرخارجہ رہ چکے تھے۔ ان کی شخصیت پُروقار اور جاذب تھی۔ ان کی گفتگو عالمانہ تھی جس سے مَیں بہت متأثر ہوئی اور اُن کی مداح بن گئی۔ ایک دن جب وہ مجھے ناشتہ کے لئے اپنے ساتھ لے گئے تو میری حاسد کلاس فیلوز نے مذاقاً کہا کہ وہ پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی چُن لینے کے مجاز ہیں۔ اُن کے ساتھ مسئلہ کشمیر پر بات چیت میرے لئے بہت دلنشین تھی۔ مَیں محسوس کرنے لگی کہ جب ایک جھگڑے کو مذہب اور قومیت کے شعلے بھڑکانے لگتے ہیں اور فریقین میں سے ہر ایک کو یہ یقین کامل ہو کہ حقانیت پر صرف اسی کو واحد ملکیت حاصل ہے تو زندگی پیچیدگیوں سے کس قدر آلودہ ہوجاتی ہے۔

سالہا سال بعد دفتر وزارت خارجہ میں بیٹھے ہوئے مَیں ظفراللہ خان کا سوچ رہی تھی کہ ڈینور میں وہ اپنے لوگوں سے کس قدر جدائی محسوس کر رہے تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج 1997ء میں وہ اگر اس دفتر میں ہوتے تو اپنے اور ماحول کے درمیان اچھی خاصی غیرمطابقت محسوس کرتے۔ وزارت خارجہ کے سینئر عہدوں میں کام کرنے والوں میں ہمارے پاس کوئی مسلمان نہ تھے۔ درمیانہ درجہ میں چند ایک ہی تھے۔ میں نے ہر پہلو کا جائزہ لیا اور ملازمین کی بھرتی اور ٹریننگ کی جانچ پڑتال کی گئی۔ نیز سرکاری کیلنڈر میں عیسائی اور یہودی کی چھٹی کے ناغوں کے ساتھ مسلمانوں کی چھٹی کے دنوں کا اضافہ کیا گیا۔ مسلمان لیڈروں کے ساتھ تبادلہ خیالات شروع کرنے کے لئے رمضان المبارک کے افطار ڈنر میں انہیں مدعو کرنا شروع کیا گیا۔ مسلمان ممالک میں متعین سفارتکاروں کے لئے اسلام پر ایک تعارفی گائیڈ تیار کی گئی۔

محترم مرزا غلام قادر شہید کا اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک

ایک مقولہ ہے کہ کسی انسان کی عظمت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کا اپنے ماتحتوں سے سلوک دیکھو۔

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ نومبر 2009ء میں مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب نے ایک مضمون میں جو کتاب ’’مرزا غلام قادر صاحب‘‘ سے ماخوذ ہے، محترم مرزا غلام قادر شہید کے اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک پر اختصار سے روشنی ڈالی ہے۔

محترم مرزا غلام قادر صاحب 15 اپریل 1999ء کو شہید ہوئے۔ اس عظیم انسان کی پاکیزہ زندگی کے کئی پہلوؤں میں سے ایک ملازمین پر شفقت تھا۔ اُنہیں اپنے جیسا انسان سمجھتے ان سے حسن سلوک کرتے اور اُن کی عزت نفس کا خیال رکھتے۔

رشید احمد صاحب ابن مکرم شیر علی صاحب ٹریکٹر ڈرائیور بتاتے ہیں کہ شروع میں ہم نے بابو ٹائپ بندے کو دیکھا تو یہ خیال کیا کہ یہ کیا سمجھے گا زمینوں کو ...... مگر جلد ہی اندازہ ہوگیا یہ بڑے حساب کتاب والے بندے ہیں۔ فٹافٹ حساب لگالیتے ہیں کہ کتنے ایکڑ زمین میں ہل چلاتے وقت کتنا ڈیزل استعمال ہوا ہے یا کس فصل کو فی ایکڑ کتنا پانی چاہیے۔ خود بھی بہت اچھا ٹریکٹر چلا لیتے۔ چنانچہ خسارے میں جانے والی زمین سے منافع آنے لگا۔ محنت کے عادی تھے۔ گندم یا چاولوں کی بوریاں ٹرالی میں لادنی ہوتی تو مزدوروں کے ساتھ مل کر کام بھی کر لیتے۔ چھوٹے سے چھوٹے ملازم کے ساتھ بھی بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے اور ہر خوشی غمی کے موقع پر ان کا پورا خیال رکھتے اگر کسی کے کام سے خوش ہوتے تو انعام بھی دیتے مزارعوں کے بچوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے مزارعین آپ کے گرویدہ تھے۔

تین غیراز جماعت ملازمین (مکرم امیر علی ملاح، مہر لال اور کمیر علی جوئیہ) نے بتایا کہ میاں صاحب لین دین کے معاملات میں بڑے کھرے تھے۔ نوکروں سے مائی باپ جیسا سلوک کرتے خواہ کچھ بھی ہوجائے کسی کے جائز پیسے یا تنخواہ نہیں روکتے تھے۔ آپ بہت حیادار انسان تھے ڈیرے پر ہماری بہو بیٹیاں بھی موجود ہوتی ہیں آپ جب بھی زمینوں پر آتے تو ڈیرے کے اس جانب سے گزرتے جہاں ہماری کوئی عورت موجود نہ ہو۔ اور پھر ڈیرے کے پاس سے گزرتے ہوئے نظر ہمیشہ نیچی رکھتے حالانکہ یہ ڈیرہ بھی آپ کا تھا اور یہ زمین بھی آپ کی۔ یہ سچ ہے کہ آپ ہماری عزتوں کے رکھوالے تھے۔

جب کسی فصل کے بیج ڈالنے کی باری ہوتی تو بڑی احتیاط کرواتے خود سامنے کھڑے ہوجاتے اور ہمیں کہتے کہ ایک سمت میں بیج ڈالو۔ باقاعدہ نگرانی کرتے، غصے میں کبھی نہ آتے تھے۔ اگر کسی سے پانی وغیرہ یا کوئی اور نقصان ہوجاتا تو درگزر کردیتے پر اتنا ضرور دیکھتے کہ نقصان جان بوجھ کے کیا گیا ہے یا بشری کمزوری کے تحت ہوگیا ہے۔

ہم یا ہمارے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوجاتا تو ہر ممکن مدد کرتے اور ہسپتال سے بھی مدد دلواتے۔ مشکل وقت میں کسی کی بھی جو مالی مدد وغیرہ فرماتے تو بعد میں کبھی اس سے وصول نہ کرتے اور اگر کوئی شخص واپس لوٹانے کی کوشش کرتا تو کہتے تمہارے بچے بھی تو میرے بچوں کی طرح ہیں۔

آپ سب سے ٹھیٹھ پنجابی میں گفتگو کرتے اور کبھی اپنی علمیت کا رعب نہیں جھاڑتے تھے۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر ہر ملازم کو رقم دیتے۔ کئی دفعہ اکٹھا نیا کپڑا خرید کر لاتے اور ملازمین کو تحفتاً سوٹ وغیرہ بنوانے کے لئے دیتے تھے۔ اگر کسی بیلدار کے ہاں دوران سال اناج ختم ہوجاتا تو اسے ضرورت کے مطابق اناج مہیا کرتے اور بعد میں تقاضا نہ کرتے۔

آپ کا ملازمین کو سمجھانے کا انداز بڑا دلنشین تھا۔ ایک بار آپ نے کسی کھیت میں پنیری ڈالنے سے متعلق ہدایت دی کہ زمین مزید ہموار کر کے بیج ڈالنا۔ ملازمین نے محنت سے بچنے کے لئے اس ہدایت پر صحیح طور پر عمل نہ کیا۔ جب آپ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے سرزنش کی اور کہا کہ اس بار تمہاری تنخواہ میں سے پچیس، پچیس روپے کاٹ لئے جائیں گے کیونکہ تم نے جانتے بوجھتے میری بات کو نظرانداز کیا ہے۔ گو کہ اس واقعہ کے چند روز بعد آپ نے کسی بہانے سے انعام کے طور پر پچاس پچاس روپے دیدئے اور انہیں سمجھاتے ہوئے کہا کہ اگر میں کسی پھلدار درخت کو بھی کاٹنے کے لئے کہوں تو تم نے اطاعت کرنی ہے، اور اس کو کاٹ دینا ہے۔ ایسی تربیت کے ساتھ آپ کی شفقت نے محبت کے وہ دیپ روشن کئے کہ وہ کام جو عام طور پر بیگار سمجھ کر کیا جاتا ہے ایمانداری سے ہونے لگا اور زمین کی فی ایکڑ آمد پہلے سے بہت بڑھ گئی۔

بیلدار کمیر علی جوئیہ نے سنایا کہ میرے بچہ نے ایک دفعہ چھوٹی سائیکل کی فرمائش کی تو آپ نے مذاق سے کہا سامنے والے پلاٹ کی گھاس درست کردو تو نئی سائیکل لے دوں گا۔ بچہ خوشی سے کھل اُٹھا اور گھاس صاف کرنے لگا۔ آپ کو بچہ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ آپ نے اس کو بڑی سائیکل دلادی تاکہ سکول جانے کے کام بھی آئے۔

امیر علی ملاح صاحب نے بتایا کہ زمینوں پر کام کرتے ہوئے ہم نے ایک بڑا سانپ دیکھا تو میاں صاحب نے کہا کہ مَیں سانپ کو روکے رکھنے کی کوشش کرتا ہوں تم ڈیرے سے ڈنڈا لے آؤ۔ مَیں نے سمجھایا کہ سانپ خطرناک ہے اور آپ نے فل بوٹ بھی نہیں پہنے ہوئے بہتر ہے کہ اسے جانے دیا جائے۔ مگر آپ نے فرمایا تم دن رات یہاں کام کرتے ہو تمہارے بچے بھی یہاں آتے ہیں یہ تمہیں تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ ڈیرہ سے ڈنڈا لانے میں جس قدر وقت لگا آپ نے سانپ کو روکے رکھا پھر اسے مار دیا گیا۔

آپ کے دفتر کے کارکنوں نے بتایا کہ دس سال کے عرصہ میں انہوں نے میاں صاحب کو صرف ایک بار غصہ میں دیکھا جب ایک کارکن کسی بیماری کے باعث دفتر میں بیہوش ہوگئے۔ میاں صاحب نے فوراً ایمبولینس کے لئے فضل عمر ہسپتال فون کیا اور اس دوران انتہائی بیقراری سے اپنے کارکن کے ہاتھ اور سر وغیرہ سہلاتے رہے۔ ایمبولنس نے آنے میں ذرا دیر لگائی تو آپ بار بار ایک کرب کی حالت میں غصہ سے ہسپتال فون کرتے رہے۔ آپ کے اس رویہ میں کوئی تصنّع یا بناوٹ نہ تھی بلکہ واقعتاً یہ اس سچی محبت کا اثر تھا جو آپ کو اپنے کارکنان سے تھی۔

حضرت میاں صاحب کے ایک مزارع مہر لال صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے بہت بندے دیکھے ہیں مگر ان جیسا نہیں دیکھا۔

حقیقت یہ ہے کہ صرف مہر لال صاحب نے ہی نہیں چشم فلک نے ایسا بندہ کم دیکھا ہوگا جس نے محبت، اپنائیت اور شفقت سے سب کے دل جیت لئے ہوں۔ انہی زمینوں پر کام کرتے ہوئے آپ سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔ ان خدمت گزاروں نے اپنے محسن کو اجنبیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھے دیکھا اور پھر کبھی نہ دیکھا۔

دست عزرائیل میں مخفی ہے سب راز حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شراب زندگی

ماہنامہ ’’تشحیذالاذہان‘‘ ربوہ اکتوبر 2009ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی قرآن کریم سے متعلق ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سوچتے اے کاش ہم قرآن کا کیا ہے مقام
آخری خط ہے خدائے پاک کا بندوں کے نام
اس میں اک زورِ بیاں، اک رعب، اک تابندگی
پڑھنے والے کی بدل دیتا ہے ساری زندگی
مالکِ ازلی نے دی اس کو بہارِ جاوداں
چُھو نہیں سکتی کبھی اس پھول کو فصلِ خزاں
مَیں کروں توصیف اس کی کب ہے یہ میرا مقام
آخری خط ہے خدائے پاک کا بندوں کے نام

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

4th May 2012 – 10th May 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 4th May 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:40	Japanese Service
01:00	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:35	Huzoor's Tours: tour of Burkina Faso
02:50	Tarjamatul Qur'an class: recorded on 30th November 1995
04:10	Aaina: replying to allegations made against Islam
04:40	Qur'an Sab Se Acha
05:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th September 1996
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:50	Huzoor's Tours: tour of Burkina Faso
07:50	Siraiki Service
08:35	Rah-e-Huda: rec. on 28th April 2012
10:05	Indonesian Service
11:05	Fiq'ahi Masa'il
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
13:10	Tilawat
13:25	Dars-e-Hadith
14:05	Yassarnal Qur'an [R]
14:25	Bengali Service
15:25	Roohani Khazaa'inQuiz
16:00	Muslim Scientists
16:20	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours [R]
19:30	Beacon of Truth
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]

Saturday 5th May 2012

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:10	Huzoor's Tours: tour of Burkina Faso
02:10	Friday Sermon: rec. on 4th May 2012
03:20	Rah-e-Huda: rec. on 28th April 2012
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th September 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 25th July 2009
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time: Islamic stories for children
09:00	Question and Answer Session: recorded on 24th May 1997. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:05	Tilawat
12:15	Story Time [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bengali Service
15:00	Hamdiya Majlis
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Germany [R]
19:30	Faith Matters
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 6th May 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana UK: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 25th July 2009
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: rec. on 4th May 2012
04:05	Hamdiya Majlis
04:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th September 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau class
07:55	Faith Matters
08:55	Question and Answer Session: recorded on 12th January 1996. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 22nd July 2011
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:05	Roohani Khazaa'in Quiz
16:35	Muslim Scientist
16:50	Kids Time
17:25	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Real Talk
20:30	Food for Thought: discussion on computers
21:05	Life of Khalifatul Masih I
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question and Answer Session [R]

Monday 7th May 2012

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class
02:05	Food for Thought: discussion on computers
02:50	Friday Sermon: rec. on 4th May 2012
03:55	Real Talk
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th September 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tour
08:00	International Jama'at News
08:30	MTA Variety
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat Recorded on 16th February 1998
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 17th February 2012
11:00	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
12:55	Friday Sermon: rec. on 21st July 2006
14:10	Bengali Service
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Rah-e-Huda: rec. on 5th May 2012
17:35	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tour [R]
19:05	Adaab-e-Zindagi
19:40	MTA Variet
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:05	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 8th May April 2012

00:20	MTA World News
00:40	Tilawat
00:50	Insight: recent news in the field of science
01:00	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Tour
02:10	Friday Sermon: rec. on 21st July 2006
03:35	Jalsa Salana Speeches
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th September 1996
06:00	Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana UK: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 25th July 2009
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:30	Land of the Long White Cloud
09:00	Question and Answer Session: recorded on 12th January 1996. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 13th May 2011
12:15	Tilawat
12:25	Insight: recent news in the field of science
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bengali Service
15:00	MTA Variety
16:00	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
16:35	Land of the Long White Cloud [R]
17:00	Learning Arabic
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana UK [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 4th May 2012
20:30	Insight: recent news in the field of science
20:55	Guftugu [R]
21:30	Land of the Long White Cloud [R]
22:00	Seerat-un-Nabi (saw)
22:55	Question and Answer Session [R]

Wednesday 9th May 2012

00:00	MTA World News
00:25	Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Jalsa Salana UK: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 25th July 2009
02:20	Learning Arabic
02:50	Land of the Long White Cloud
03:25	Guftugu
04:05	Jalsa Salana UK [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd October 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor on 26th July 2009
08:00	Real Talk
09:05	Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 24th May 1997. Part 1
09:55	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:15	Al-Tarteel
12:50	Friday Sermon: rec. on 4th August 2006
13:45	Bengali Service
14:50	Fiq'ahi Masa'il
15:20	Kids Time
15:50	MTA Variety
17:20	Al-Tarteel
17:55	MTA World News
18:15	Jalsa Salana UK [R]
19:20	Real Talk [R]
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:05	Al-Tarteel [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: rec. on 5th May 2012

Thursday 10th May 2012

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Al-Tarteel
01:10	Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor on 26th July 2009
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:40	MTA Variety
03:45	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd October 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Tours: tour of Benin
08:05	Beacon of Truth
09:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. on 6th
10:10	Indonesian Service
11:20	Pushto Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Qur'an
13:05	Beacon of Truth [R]
14:05	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 4th May 2012
15:15	MTA Variety
16:30	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	MTA World News
18:25	Huzoor's Tour [R]
19:30	Huzoor's Tours [R]
20:30	MTA Variety [R]
21:25	Faith Matters [R]
22:30	Beacon of Truth [R]
23:35	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 19 Friday 27 April, 2012 Issue No. 17

جماعت احمدیہ ماریشس کے 50ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس موقعہ پر خصوصی پیغام۔ صدر مملکت ماریشس کی جلسہ میں شمولیت اور خطاب۔ منسٹرز، ممبرز آف پارلیمنٹ، متعدد مذہبی وسماجی شخصیات اور قریبی ممالک مڈغاسکر اور کموروز سے نمائندگان اور مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب کی بطور مرکزی نمائندہ شرکت۔ مختلف علمی موضوعات پر تقاریر۔ 2500 سے زائد افراد جلسہ میں شامل ہوئے۔ ملکی ٹی وی اور اخبارات میں جلسہ کی کوریج

(مرتبہ: بشارت نوید۔ مبلغ سلسلہ ماریشس)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ ماریشس کو مورخہ 16، 17 اور 18 ستمبر 2011 بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار 50ویں جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقعہ پر از راہِ شفقت خصوصی پیغام بھجوایا اور مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب کو اس جلسہ میں مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کے لئے نامزد فرمایا۔

گزشتہ چار سالوں سے جلسہ سالانہ ماریشس Mauritius Freeport Exhibition Centre کے وسیع و عریض ایئر کنڈیشنڈ ہال میں منعقد کیا جا رہا ہے۔

جلسہ سے چند روز قبل ہی قریبی جزائر اور دوسرے مختلف ممالک سے مہمان بھی جلسہ میں شرکت کے لئے پہنچنا شروع ہو گئے۔ مرکزی نمائندہ مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب مورخہ 13 ستمبر کو جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ آپ خدا کے فضل سے 1970ء سے 1982ء تک ماریشس میں بطور امیر و مشنری انچارج خدمت کی توفیق پا چکے ہیں اور آپ کے پاس ماریشین شہریت ہے۔

معائنہ جلسہ گاہ

15 ستمبر بروز جمعرات شام 6 بجے مرکزی نمائندہ مکرم مولانا منور صدیق صاحب نے حسبِ روایات جلسہ سالانہ کی تیاری کا معائنہ کیا۔ مہمانِ خصوصی نے تمام اسٹالز اور مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ کے تفصیلی معائنہ کے بعد ایک تقریب میں بعد تلاوت اور نظم کارکنانِ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جلسہ کا مقصد آپس میں بھائی چارہ اور محبت کو بڑھانا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد کرنا ہے۔ آپ نے حضرت صوفی غلام محمد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے سوچا کہ ایک کتاب لکھوں جس میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کا ذکر کروں تب مجھے بارش کا ایک منظر دکھایا گیا اور سمجھایا گیا کہ کیا تو بارش کے ان قطروں کو گن سکتا ہے تو میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب نے بتایا کہ آج بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل جاری وساری ہے۔ آپ سب ہمیشہ کی طرح خدمتِ دین کے جذبہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کو خوش آمدید کہیں۔ اور ان کی خدمت میں کسی قسم کی کمی نہیں کریں۔

Sir Anirood

پہلا روز

مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ کے فوائد اور جلسہ میں شرکت کرنے والوں کو خلفاء کی ہدایات پڑھ کر سنائیں۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کے واقعات بھی پیش کئے۔

افتتاحی تقریب

بعد دوپہر 2 بجکر 45 منٹ پر مرکزی نمائندہ مکرم ومحترم مولانا صدیق احمد منور صاحب نے جلسہ گاہ کے باہر لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ماریشس نے قومی پرچم لہرایا۔ بعد ازاں افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے حضور انور کا اس جلسہ کے لئے بھجوایا ہوا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام (اُردو ترجمہ)

”پیارے ممبران جماعت ماریشس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کو 16، 17 اور 18 ستمبر 2011ء سالانہ جلسہ کے انعقاد کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بابرکت اور کامیاب کرے۔ خدا کرے کہ آپ سب اس بابرکت اجتماع سے بے شمار روحانی برکات حاصل کرنے والے ہوں۔

یاد رکھیں یہ کوئی عام جلسہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس جلسہ کی اغراض میں سے ایک بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور اُن کی معلومات وسیع ہوں اور خدا کے فضل وتوفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

925